رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۞ عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۸۳۵

خطبہ نمبر

روزنامہ

الفضل قادیان

ایڈیٹر:- غلام نبی

قیمت ایک آنہ

The DAILY ALFAZL QADIAN.

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

جلد ۲۴	مورخہ ۱۶ رجب ۱۳۵۵ھ	یوم شنبہ	مطابق ۳ اکتوبر ۱۹۳۶ء	نمبر ۸۱

مدینۃ المسیح

قادیان یکم اکتوبر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ساڑھے سات بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کے گلے کی خراش اور کان کے درد کی تکلیف ابھی رفع نہیں ہوئی۔ احباب دردِ دل سے حضور کی صحت کے لئے دُعا فرمائیں ؛۔

نظارت بیت المال کی طرف سے تمام انجمنہائے احمدیہ کو آئندہ مجلس مشاورت کی تیاری کے لئے اُن کے بقایوں کی اطلاعات بھجوائی جا رہی ہیں۔ احباب ان کی طرف خاص توجہ فرمائیں ؛۔

مولوی عبد الغفور صاحب مبلغ کی اہلیہ صاحبہ بعارضہ تپ محرقہ بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت کریں۔

حضرت اُمّ المومنین شفاہا اللہ تعالےٰ کی طبیعت

Digitized by Khilafat Library

یکم اکتوبر ۱۹۳۶ء کی شام تک حضرت اُمّ المومنین شفاہا اللہ تعالےٰ کی طبیعت کے متعلق ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ آج حضرت ممدوحہ کو سر درد اور دورانِ سر کے علاوہ بخار اور ضعف کی تکلیف رہی مگر اصل بیماری میں بہت تخفیف ہے اور حالت بفضلِ خدا تسلی بخش رہی الحمد للہ احباب دعاؤں میں لگے رہیں

مجلس مشاورت ۱۹۳۶ء کا دوسرا اجلاس

حسب ہدایت حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جملہ جماعتہائے احمدیہ کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ مجلس مشاورت کا یہ اجلاس ۲۳ر اکتوبر ۳۶ء کو بعد نماز جمعہ شروع ہو کر ۲۵ر اکتوبر کی دوپہر تک جاری رہے گا۔ انشاء اللہ۔

مجلس مشاورت کے اجلاس منعقدہ اپریل گذشتہ میں جو اعلان حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا تھا۔ اس کے مطابق تمام وہی نمائندے اس اجلاس میں شریک ہونگے۔ جو سابقہ اجلاس میں شامل ہوئے تھے۔ نمائندگان مندرجہ ذیل تین سوالات کے جوابات دینے کے لئے تیار ہو کر تشریف لائیں:-

۱۔ آیا اُنکی جماعتوں کے بقائے صاف ہو چکے ہیں۔ اگر نہیں ہوئے تو کیوں؟ (۲) آیا ان کی جماعتوں نے چندے باقاعدہ ادا کئے ہیں۔ اگر نہیں کئے تو کیوں؟ (۳) بقایوں کے صاف کرنے اور جماعتوں میں چندوں کے متعلق باقاعدگی پیدا کرنے میں انہیں کیا دقتیں پیش آئیں۔ (۴) جماعت جس مالی تنگی کے دور سے گزر رہی ہے۔ اس کے کیا کیا علاج ہو سکتے ہیں۔

ضروری تھا۔ کہ جماعتیں اعلان ہذا کی تاریخ (یعنی ۲۴ر ستمبر ۳۶ء) سے ایک ہفتہ تک اپنے اپنے نمائندگان کی فہرستیں دفتر ہذا میں بھیج دیتیں۔ لیکن اکثر جماعتوں نے ایسا نہیں کیا اب براہ مہربانی ہر وہ جماعت جس نے ابھی تک اپنی فہرست ڈاک میں نہیں ڈالی۔ بغیر مزید تعویق کے ارسال کر دے:۔ (پرائیویٹ سیکرٹری)

ملفوظات حضرت امیر المومنین کے متعلق ضروری تصحیح

الفضل ۲۰ر اکتوبر میں "تعدد ازدواج کے متعلق اسلام کی تعلیم" کے زیر عنوان حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا جو خطبہ شائع ہوا ہے۔ اس کے صفحہ ۵ کالم ۴ میں یہ فقرہ لکھا گیا ہے۔ کہ "کسی نے مجھے بتایا کہ مولوی محمد علی صاحب نے میری ایک شادی پر اعتراض کیا ہے۔ کہ حضرت عمرؓ کے ہاں تو اولاد نہیں ہوتی تھی۔ اس لئے انہوں نے زیادہ شادیاں کی تھیں۔" مگر یہ درست نہیں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کی بجائے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا تھا۔ اور فرمایا تھا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کا کسی نے مجھے یہ اعتراض سنایا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاں تو اولاد نہیں ہوتی تھی۔ اس لئے انہوں نے زیادہ شادیاں کی تھیں جیسے جواب میں میں نے کہا کہ کیا حضرت ابو بکر اور حضرت عثمان کے ہاں بھی اولاد نہیں ہوتی تھی۔ کہ انہوں نے زیادہ شادیاں

بیسویں صدی کا پہلا طبی عجوبہ یا گھر کا ڈاکٹر

مخزن حکمت مصور اپڈ لشن طبع دہم

مصنفہ مؤلفہ خان صاحب ڈاکٹر حکیم غلام جیلانی شمس الاطباء

وہ شہرہ آفاق کتاب جس کے متعلق جناب علامہ مولوی حکیم نور الدین صاحب مرحوم خلیفۃ المسیح سابق مشیر طبی مہاراجہ صاحب بہادر والئے کشمیر اپنی تقریظ میں فرماتے ہیں۔ کہ جناب شمس الاطباء ڈاکٹر و حکیم غلام جیلانی صاحب بالقابہ نے طب قدیم (طب یونانی و عربی) اور طب جدید (ڈاکٹری) کو بہت خوبی سے جمع کر کے مخزن حکمت جیسی ضخیم کتاب لکھکر ملک کو ممنون احسان بنایا ہے اور کتاب کی جو قیمت رکھی ہے۔ وہ اصل جواہرات کو کوڑیوں کے مول بیچنے کا معاملہ ہے۔ اس کتاب میں دوران خون و دل کی آوازیں وغیرہ متعدی امراض کے بیان میں متعدی و مسریہ امراض کا تفرق نہایت خوبی سے دکھایا ہے۔ تپ محرقہ اسہال چیچک، خناق وبائی کا بیان نہایت ضروری اور قابل قدر ہے۔ مرض ذیابیطس پر خوب لکھا ہے۔ اور یہ مرض اس قابل تھا۔ کہ شمس الاطباء جیسے انسان کے قلم سے نکلتا۔ جزاء اللہ۔ غرضیکہ مخزن حکمت ہندوستان کی طبی تصانیف میں بالکل بے نظیر ہے۔ ہر خاص و عام کو اس کی بہت قدر کرنی چاہیئے۔ پس مولوی صاحب مرحوم کے زریں اقوال کے مطابق آپ کو مخزن حکمت جیسی مفید اور کار آمد کتاب ضرور خرید فرمانی چاہیئے۔ جو آپ کے لئے بہترین طبی مشیر ثابت ہوگی۔ اس کتاب میں اکثر امراض کے نئے نئے مجرب (یونانی۔ ڈاکٹری) معالجات اور کار آمد نسخہ جات درج ہیں۔ ہر مرض کی تعریف ماہیت، کیفیت، اسباب، علامات، اقسام تشخیص، انجام، عوارض و اصول علاج کے بیانات کے بعد ڈاکٹری علاج میں اول حفظ ماتقدم پھر علاج ثانی ڈاکٹری کے بہترین نسخہ جات تحریر ہیں۔ علاوہ ازیں یورپ و امریکہ کی بہترین مفید پیٹنٹ ادویات بھی جگہ بجگہ درج کر دی ہیں۔ اور آخر میں علاج بذریعہ انجکشن (جلدی پچکاری) کا جدید اضافہ کیا گیا ہے تمام کتاب دو حصوں میں منقسم ہے۔ قیمت ہر دو جلد مجلد ۱۳ بلا جلد ۱۲ فی جلد مجلد ۴ بلا جلد ۳۔ صرف ایک ماہ کیلئے مکمل کتاب پر دو روپیہ کی خاص رعایت دی جائیگی۔

ملنے کا پتہ:- طبی کتب خانہ شمس الاطباء بھاٹی گیٹ لاہور:

حضرت مسیح موعودؑ کے عہد مبارک کا قائم شدہ

مطبع ضیاء الاسلام

اس مطبع میں جسے سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہت سی کتب چھاپنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اور جس میں سلسلہ کا روزانہ آرگن "الفضل" چھپتا ہے۔ نہایت عمدہ اور بہت ارزاں چھپائی کا انتظام کیا گیا ہے۔ احمدی احباب اشتہار، ٹریکٹ، کتب وغیرہ چھپوا کر فائدہ اٹھائیں:۔ (مینجر مطبع ضیاء الاسلام۔ قادیان)

ماڈرن ہومیوپیتھک میڈیکل کالج پنجاب (رجسٹرڈ)

بھارت بلڈنگ نسبت روڈ چوک لاہور

شمالی ہندوستان میں ہومیوپیتھی کی صحیح عملی اور علمی تعلیم کے لئے بے نظیر درسگاہ ہے۔ اسکے سٹاف کے تقریباً تمام ممبر میڈیکل کونسل میں رجسٹرڈ ہیں۔ تشخیص امراض و علاج کے عملی تجربہ کے لئے خیراتی ہسپتال و لیبارٹری کا اعلیٰ انتظام ہے۔

پراسپکٹس از ڈاکٹر اے۔ ایم ارورہ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس پرنسپل طلب کریں:۔

دانت بنوانے اور ان کے علاج کرانے کا پتہ دی پاپولر ڈنٹل (احمدی) ہسپتال دہلی گیٹ لاہور

Digitized by Khilafat Library

Digitized by Khilafat Library

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۶ رجب ۱۳۵۵ھ

خطبہ جمعہ

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے موٹر پر کچھ پھینکے جانے کا واقعہ

جذبات کے اظہار کا صحیح طریق تحریک جدید کے مطالبات کے مطابق قربانی کرنا ہے

قادیان میں احرار کی جلسہ کرنے کی کوشش

قادیان میں آکر جماعت احمدیہ کے بزرگوں کو گالیاں دینے والوں کو روکنا حکومت کا فرض ہے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۵ ستمبر ۱۹۳۶ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

آج میں

بعض ضروری امور

کے متعلق خطبہ کہنا چاہتا ہوں۔ بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آواز میرا ساتھ دے۔

سب سے پہلے تو میں اس واقعہ کو لیتا ہوں جس کے متعلق دوستوں کی طرف سے کثرت کے ساتھ خطوط آرہے ہیں۔ یعنی سترہ تاریخ کا واقعہ جبکہ ناصر احمد کو چھوڑ کر میں سٹیشن پر سے واپس آرہا تھا۔ اس وقت

موٹر پر کسی شخص نے کوئی چیز پھینکی

اس واقعہ کے متعلق قدرتی طور پر

دوستوں میں جوش

پیدا ہوا ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ آج تک متواتر خطوط ہندوستان کے تمام اطراف سے آرہے ہیں۔ اور بعض جگہ سے تار بھی آئی ہے۔ اور کئی دوستوں نے یہ اظہار کیا ہے۔ کہ وہ اپنے کام کاج چھوڑ کر بھی یہاں قادیان آنے کے لئے تیار ہیں۔ پھر کئی دوستوں نے گورنمنٹ پر اظہار ناراضگی کیا ہے۔ اور کئی نے قادیان کے دوستوں پر اظہار ناراضگی کیا ہے۔ کہ آخر جب ایک گلی کے مخدوش ہونے کا انہیں علم ہے۔ تو وہ کیوں اس جگہ پہرہ کا انتظام نہیں کرتے۔

اسی طرح کسی نے احرار کے خلاف جذبات کا اظہار کیا ہے۔ اور کسی نے مقامی حکام کو مطعون کیا ہے۔ یہ چٹھیاں صرف احمدیوں کی طرف سے ہی نہیں۔ بلکہ کئی غیر احمدیوں کی طرف سے ہیں۔ اور کئی ہندوؤں کی طرف سے بھی۔ پس ایک تو دوستوں کی تشویش کو دور کرنے کے لئے۔ اور دوسرے

اظہار حقیقت کے لئے

میں چاہتا ہوں۔ کہ اس امر کے متعلق بعض باتیں بیان کردوں:-

جس قدر واقعہ اس دن ہوا ہے۔ وہ اسی قدر ہے۔ کہ جبکہ ہم سٹیشن سے واپس آرہے تھے تو اس گلی میں جو شیخ یعقوب علی صاحب کی گلی کہلاتی ہے۔ ان کے گھر کے قریب جب موٹر گزر رہا تھا۔ تو اس کی چھت پر قریباً اسی جگہ جہاں میں بیٹھا تھا۔ مگر ذرا بائیں طرف۔ بائیں کندھے کے اوپر کے قریب کوئی چیز زور سے گری۔ اس کے اندر اچھی زور کی طاقت تھی۔ کیونکہ

موٹر کی چھت پر

کپڑا ہوتا ہے۔ اور اس کے اور لکڑی کے درمیان فاصلہ ہوتا ہے۔ مگر وہ چیز اس زور سے گری۔ کہ کپڑے سمیت چھت سے آلگی۔ اور چھت کانپی۔ اور یوں معلوم ہوا کہ اس میں سے کچھ ذرے بھی گرے ہیں حالانکہ اس کے نیچے بھی کپڑا ہوتا ہے۔ اس کے گرنے پر میں نے ڈرائیور سے کہا۔ کہ وہ موٹر ٹھہرائے۔ تا دیکھا جائے۔ کہ کیا بات ہے۔ مگر چونکہ

موٹر کی رفتار

تیز ہوتی ہے۔ اور موٹر چلانے والا ارادہ کے باوجود اسے یکدم نہیں روک سکتا۔ اس لئے اسے موٹر کے روکنے میں کچھ دیر لگی۔ تب میں نے دوبارہ اسے کہا کہ موٹر کو جلدی کھڑا کرو۔ چنانچہ اس نے موٹر کو کھڑا کیا۔ مگر وہ اندازاً دس پندرہ گز کے فاصلہ پر جا کر کھڑی ہوئی۔ اور جس جگہ وہ ٹھہری۔ وہاں میاں فیروز الدین صاحب پٹواری کا مکان ہے۔ وہ باہر رہتے ہیں نگران کا گھر یہیں ہے۔ لیکن وقوعہ اس مکان سے دس یا پندرہ یا بیس گز پرے کا ہونا چاہیئے۔ یا اس سے کم و بیش کیونکہ چلتی ہوئی موٹر کے فاصلہ کا اندازہ کرنا مشکل ہوتا ہے۔ لیکن بہر حال یہ فاصلہ پانچ دس گز سے پندرہ بیس گز تک ہو سکتا ہے موٹر کے ٹھہر جانے پر میں نے اس کے

پائدان پر کھڑے ہو کر

چھت کو دیکھا۔ تو مجھے معلوم ہوا کہ جو چیز گری تھی۔ اس کا اس حصہ چھت پر کوئی نشان نہ تھا۔

Digitized by Khilafat Library

جس کے متعلق مجھے خیال تھا۔ کہ اس پر کوئی چیز پھینکی گئی ہے۔ البتہ اس کے اگلے حصہ پر جو بالکل قریب زمانہ میں مرمت کرایا گیا تھا۔ تین چار یا پانچ میں صحیح نہیں کہہ سکتا۔ مگر متعدد جگہ سے کپڑا پھٹا ہوا تھا۔ مگر ڈرائیور نے مجھے بتایا۔ کہ عزیزم ناصر احمد دو تین ہفتہ پہلے جب اپنی پھوپھی سے ملنے کے لئے ڈلہوزی گئے تھے۔ تو وہاں سے واپسی پر پہاڑ سے کچھ پتھر گرے تھے۔ یہ کپڑا ان پتھروں سے پھٹا تھا۔ اور یہ نشان انہی پتھروں کے ہیں۔ پس یہ نشانات پھینکی ہوئی چیز کی طرف منسوب نہیں کئے جا سکتے تھے۔ بعد میں میں نے بعض دوستوں سے کہا تھا۔ کہ وہ دیکھ لیں۔ کہ آیا یہ سارے نشانات ہی پرانے ہیں۔ یا ان میں سے کوئی نیا نشان بھی ہے۔ انہوں نے خود تو مجھے اپنی تحقیق کی اطلاع نہیں دی۔ لیکن میں نے سُنا ہے۔ دیکھنے پر وہ سب نشانات پرانے ہی معلوم ہوئے ہیں۔ بہر حال وہ نشان اس وقت کے خیال کے مطابق زیر بحث نہیں آسکتے اس امر کا اندازہ کہ جو چیز پھینکی گئی تھی۔ وہ کس زور سے گری تھی۔ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ جب میں نے موٹر کے روکنے کے لئے کہا۔ کہ دیکھیں۔ کہ

کیا چیز موٹر پر پھینکی گئی

ہے۔ تو اس وقت ہمراہیوں میں سے ایک نے کہا۔ کہ ٹائر برسٹ ہوا ہے۔ جن لوگوں نے ٹائر برسٹ ہوتے سُنا ہے۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ اس کی اچھی بلند آواز ہوتی ہے۔ خیر موٹر کے کھڑا ہونے پر بعض دوست اتر کر اس گھر کے اندر گھس گئے۔ جس کے آگے کار ٹھہری تھی اور اس کی چھت پر چڑھکر حملہ آور کو دیکھنے لگے۔ حالانکہ چھت پر چڑھتے چڑھتے حملہ آور دور تک نکل جا سکتا ہے۔ پہلے مجھے شبہ ہؤا۔ کہ ان دوستوں نے یہ خیال کیا ہے۔ کہ اسی گھر سے چیز پڑی ہے۔ اور اس پر میں نے دوسرے دوستوں سے کہا۔ کہ یہ ان کی غلطی ہے۔ موٹر تو آگے آچکی ہے۔ لیکن بعد میں مجھے معلوم ہؤا۔ کہ وہ اس کی چھت پر چڑھکر یہ دیکھنے گئے تھے۔ کہ شاید اس چیز کا پھینکنے والا نظر آجائے۔ اس کے بعد

چاروں طرف تلاش کی گئی۔

مگر چیز پھینکنے والے کا کوئی پتہ نہ لگا۔ یہ چیز ایک تو بائیں طرف کی گلی سے پھینکی جا سکتی تھی۔ یا اس سے پہلے ایک کھولہ ہے۔ وہاں سے پھینکی جا سکتی تھی۔ اور ایک مکان ہے جو مقفل ہے۔ اس مقفل مکان سے بھی چیز پھینکی جا سکتی تھی۔ بشرطیکہ یہ سازش ہو۔ کیونکہ جو لوگ جرائم کی حقیقت سے واقف ہیں۔ جانتے ہیں کہ مجرموں کو گھروں میں داخل کر کے باہر سے تالا لگا دیا جاتا ہے۔ اور اس طرح جرم کا سراغ لگنا مشکل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ تحقیق کرنے والے جب وہاں سے گذرتے ہیں۔ تو کہتے ہیں۔ اس جگہ سے تو یہ جرم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہاں قفل لگا ہؤا ہے۔ پھر جب وہ پتہ لگانے سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ تو گھنٹہ دو گھنٹہ کے بعد لوگ آتے اور تالا کھول کر مجرم کو نکال لے جاتے ہیں۔ تو اگر یہ فعل

کسی سازش کا نتیجہ

تھا۔ تو ممکن ہے۔ اس فعل کا ارتکاب اس مقفل گھر سے ہی ہؤا ہو لیکن مقفل گھر کو کھولنا قانون کے خلاف ہے اور پولیس ہی ایسا کر سکتی تھی۔ جو وہاں موجود نہ تھی۔ تلاش کے وقت بھی میں نے اس خیال کا اظہار کیا تھا۔ کہ ممکن ہے اس گھر سے چیز پھینکی گئی ہو۔ بہر حال جب لوگ تلاش کر چکے۔ اور انہیں کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ تو کسی ہمارے دوست نے کہا کہ تلاش تو کرو۔ وہ چیز جو گری ہے۔ کیا اور کہاں ہے؟ اس وقت تک سب لوگ اسے یقینی طور پر پتھر سمجھ رہے تھے اور مجھے بھی اس وقت تک یہ خیال نہیں آیا تھا۔ کہ اگر پتھر ہوتا۔ تو نشان چھت پر لگ جاتا۔ اس لئے غالباً یہ کوئی اور شے ہے گو بعض صورتوں میں نشان نہیں بھی ہو سکتا۔ لیکن سو میں سے ننانوے دفعہ پتھر کا نشان ہونا چاہیئے۔ اس لئے میں نے بھی اس دوست کی تائید کی۔ اور کہا۔ کہ اس چیز کو تلاش کرو۔ مگر چونکہ مغرب کا وقت ہو چکا تھا۔ اس لئے ایک آدھ منٹ کے بعد ہی میں نے کہدیا۔ کہ اب چلو۔ ہاں ایک بات رہ گئی جو یہ ہے۔ کہ میرے پیچھے جو سائیکلسٹ آرہے تھے۔ ان سے جب میں نے دریافت کیا کہ تم کو معلوم ہے کہ

وہ چیز کس طرف سے آئی تھی

تو انہوں نے دائیں طرف سے اس کا آنا بتایا (یعنے شمال سے آتے ہوئے جو دائیں طرف ہے۔ یعنی مغرب کی سمت) ہم جو موٹر میں تھے دھماکے سے ہمارا بھی یہی اندازہ تھا۔ کہ وہ چیز شمال مغربی سمت سے آکر گری ہے۔ اسی کی تصدیق سائکلسٹوں نے بھی کی۔ جنہوں نے یہ بیان کیا۔ کہ انہوں نے خود ادھر سے ایک چیز آتی ہوئی دیکھی ہے۔ جسے وہ ایک ہاتھ کے برابر پتھر سمجھتے تھے۔

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ چونکہ مغرب کا وقت ہو گیا تھا۔ میں دوستوں کو ساتھ لے کر موٹر میں سوار ہو گیا۔ اور مزید تحقیق ترک کر دی گئی۔

میری غرض وہاں ٹھہرنے سے

صرف اتنی تھی۔ کہ اگر کوئی شخص ایسا پایا جائے۔ تو ہمیں علم ہو جائے۔ کہ وہ کون شخص ہے۔ اور دوسرے میں اُسے نصیحت بھی کروں۔ کہ ایسی فضول باتوں سے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اس قسم کے واقعات درحقیقت انبیاء کی جماعتوں سے ہونے لازمی ہیں۔ اور ہوتے رہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لاہور میں ایک دفعہ ایک گلی میں سے جا رہے تھے شیخ رحمت اللہ صاحب مرزا ایوب بیگ صاحب اور غالباً مفتی محمد صادق صاحب بھی ساتھ تھے۔ کہ کسی نے زور سے پیچھے سے آپ پر دوہتڑ مارا۔ اور آپ گر گئے جو دوست ساتھ تھے وہ اس شخص کو مارنے لگے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ نہیں نہیں یہ معذور ہے۔ اس نے اپنے خیال میں تو نیکی کا کام ہی کیا ہے اسے کچھ نہ کہو۔ جانے دو۔ تو یقیناً اگر وہ شخص مجھے مل جاتا۔ تو میں ایسا ہی نمونہ دکھاتا۔ میں نے سُنا ہے کہ بعض دوستوں نے کہا۔ کہ اگر وہ مل جاتا۔ تو کیا ہم اُسے زندہ چھوڑتے۔ مگر میں جانتا ہوں۔ کہ میری موجودگی میں انہیں چھوڑنا ہی پڑتا۔ میری غرض صرف اتنی تھی۔ کہ کسی کے پتہ لگ جانے سے ایک تو معاملہ کی اصل حقیقت واضح ہو جاتی۔ دوسرے اس کے لئے شرمندگی اور ندامت بھی ہوتی۔ کیونکہ جب ایک شخص اپنی کسی حرکت سے اشتعال دلانا چاہے مگر دوسرا اشتعال میں نہ آئے۔ بلکہ

نرمی کا معاملہ

اس سے کرے۔ تو یہ اس کے لئے شرمندگی کا موجب ہوتا ہے۔

چونکہ اس چیز کا نشان نہیں پڑا۔ اس لئے بعد میں میں نے اس پر غور کیا۔ اور

پولیس کے بعض افسروں سے

بھی میری گفتگو ہوئی۔ جس سے میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں۔ کہ غالباً چمڑے کی کوئی چیز تھی۔ جیسے جوتی وغیرہ۔ یا صاف شدہ لکڑی تھی۔ اس قسم کی چیز سے آواز بھی زور سے پیدا ہوتی ہے۔ دھماکا بھی ہوتا ہے۔ لیکن نشان کا پڑنا ضروری نہیں ہوتا۔ اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں

اس حرکت کے مرتکب کی غرض

یہ تھی۔ کہ جماعت میں اشتعال پیدا ہو جائے ایسا یقین کرنے کی یہ وجہ بھی ہے۔ کہ مجھے کئی مہینوں سے رپورٹیں آرہی تھیں بلکہ بعض لوگوں کے نام بھی میرے پاس پہونچ چکے تھے۔ کہ فلاں فلاں شخص اس قسم کی کارروائیاں کرنا چاہتے ہیں۔ اور بعض کے متعلق میرے پاس ایسی رپورٹیں بھی پہونچیں۔ کہ وہ کہتے ہیں۔ ہم قادیان سے جائیں گے۔ مگر جانے سے پہلے کوئی تماشہ کر کے جائینگے۔ غرض دو تین مہینہ سے اس قسم کی رپورٹیں میرے پاس آرہی تھیں۔ پس میری رائے میں وہ کوئی سنجیدگی سے جان کو نقصان پہونچانے کے لئے حملہ نہ تھا۔ بلکہ محض

شورش پیدا کرنے کیلئے ایک حرکت

تھی۔ تا جماعت میں اشتعال پیدا ہو جائے اور احمدی غیر احمدیوں پر حملہ کر دیں۔ مگر یہ ان کی بے وقوفی تھی۔ کہ انہوں نے اشتعال کے لئے میری ذات کو چُنا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے میری موجودگی میں جماعت کو اشتعال نہیں آسکتا۔ ہاں میری عدم موجودگی میں اشتعال کا امکان ہو سکتا ہے لیکن میری موجودگی میں اشتعال کا امکان

Digitized by Khilafat Library

15

ہرگز نہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ الا ماشاء اللہ میں اس لئے کہتا ہوں۔ کہ بعض جگہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہی اشتعال کا ہوتا ہے۔ اس لئے وہاں اشتعال آنا کوئی عیب کی بات نہیں ہوتی۔ لیکن ان استثنائی صورتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے باقی صورتوں میں جماعت کو اشتعال میری موجودگی میں نہیں آسکتا۔ اسی دن کا جس دن یہ وقوعہ ہوا۔ یہ بھی واقعہ ہے۔ جس کی مجھے رپورٹ پہونچی۔ کہ وہی حنیفا جس نے

میاں شریف احمد صاحب پر لاٹھی سے وار

کیا تھا۔ اس سے ایک گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ پہلے ایک شخص نے معانقہ کیا۔ اور میاں شریف احمد صاحب پر حملہ کے واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ آپ نے نہایت اعلےٰ کام کیا۔ سب مسلمان آپ کو غازی سمجھتے ہیں۔ اس واقعہ کو اگر موٹر کے وقوعہ سے ملایا جائے۔ تو صاف پتہ چلتا ہے۔ کہ بعض لوگ اسی حرکت کے لئے دوسروں کو تیار کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ کیونکہ جب ایسے کاموں کی تعریف کی جاسکے اور کہا جائے۔ کہ آپ تو اس کام کی وجہ سے غازی بن گئے ہیں۔ تو کئی نوجوانوں کو خیال آجاتا ہے۔ کہ ہم بھی غازی بننے کی کوشش کریں۔ وہ یہ نہیں سمجھتے۔ کہ پہلا غازی تو چھپتا پھرتا تھا۔ اور پھر پولیس اس کی نگرانی کرتی رہی۔ اور اب بھی اس وقوعہ کے بعد پولیس اس کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ کیونکہ پولیس کو اگر حفاظت کی ضرورت نظر آتی ہے۔ تو صرف اس غازی کی۔ اس سے گورنمنٹ کو کچھ ایسی محبت ہے۔ کہ وہ عشق کے درجہ تک پہونچی ہوئی ہے اور

یہاں کی پولیس

کا تو اس سے لیلیٰ مجنوں والا تعلق ہے جب بھی کوئی واقعہ ہو۔ دوڑ کر وہ اس کے گرد جمع ہوجاتی ہے۔ کہ ہمارے اس محبوب کو کوئی نقصان نہ پہونچا دے۔ حالانکہ عقلمند احمدی کی تو جوتی بھی اس پر پڑنے سے شرمائیگی۔ ایسے ذلیل آدمی کا مقابلہ کرکے کسی نے کیا لینا ہے۔ آخر یہ بھی تو انسان کو دیکھنا پڑتا ہے۔ کہ میرے مقابلہ میں ہے کون؟

گزشتہ سالوں میں جب مباہلہ والوں نے مجھ پر الزام لگائے۔ تو کئی دوست گھبرا کر مجھے کہتے۔ آپ ان سے مباہلہ کیوں نہیں کرلیتے۔ تا دشمنوں کا مونہہ بند ہوجائے تو میں انہیں یہی جواب دیتا تھا۔ کہ

میں مباہلہ کس سے کروں

کیا یہ الزام لگانے والا شخص دینی یا اخلاقی لحاظ سے کوئی بھی حیثیت رکھتا ہے۔

پھر بعض دوست جب الزامات کی اشاعت کو دیکھ کر زیادہ متاثر ہوتے۔ تو میں انہیں سمجھانے کے لئے کہتا۔ کہ اگر کوئی شخص کسی چوڑھی یا کنچنی کو آٹھ آنے دے کر بازار میں کھڑا کردے۔ اور وہ آپ پر الزام لگادے۔ اور کہے۔ کہ اگر یہ الزام غلط ہے۔ تو مجھ سے مسجد میں مباہلہ کرلو۔ تو کیا اس چوڑھی یا کنچنی کے مقابلہ میں آپ مباہلہ کے لئے تیار ہوجائیں گے۔ اس پر بات ان کی سمجھ میں آجاتی۔ اور کہتے۔ کہ ہاں یہ تو ٹھیک ہے۔

تو مقابلہ کے لئے بھی تو انسان اپنے مدمقابل کی حالت کو دیکھتا ہے۔ میں تو نہیں سمجھتا۔ ہماری جماعت کا کوئی عقلمند اس شخص سے مقابلہ کے لئے تیار ہو۔ خصوصاً اس حالت میں کہ وہ یہ بھی جانتے ہیں۔ کہ ایسے آدمی خود کام نہیں کرتے۔ بلکہ کچھ اور کرانے والے ان سے کام کراتے ہیں۔ پس

اگر کوئی احمدی قانون کو توڑنے پر آئے گا

تو وہ اس پر حملہ کرکے کیوں قانون توڑیگا وہ اس پر توڑے گا۔ جس نے انگیخت کی اور اسے اکسایا۔ اول تو ہماری تعلیم کے مطابق وہ صبر کرے گا۔ لیکن اگر کوئی دیوانگی کا شکار ہوجائے۔ تو جیسے غالب نے کہا ہے۔ ؎

وفا کیسی کہاں کا عشق جب سر پھوڑنا ٹھہرا
تو پھر اے سنگدل تیرا ہی سنگ آستاں کیوں ہو

اگر قانون شکنی ہی کرنی ہے۔ اور مارپیٹ کا ہی کسی کو خیال پیدا ہونا ہے۔ تو پھر وہ ایسا ہی آدمی تلاش کرے گا۔ جو مغوی اور مفسد اور منتفنی ہو۔ یہ بیچارے پانچ پانچ اور دو دو روپے لے کر کام کرنے والے حیثیت ہی کیا رکھتے ہیں۔ ان غریبوں کو تو بلا شیرا کہکر دوسرے لوگ آگے کردیتے ہیں۔

پس ان کا مقابلہ کوئی عقلمند نہیں کر سکتا۔ اور اگر کوئی احمدی اس قسم کی حرکت کرے۔ تو نہ صرف میں اُسے قانون شکن کہوں گا۔ نہ صرف اسے اپنا عاصی۔ اور نافرمان کہوں گا۔ بلکہ بیوقوف اور احمق بھی کہوں گا۔ جو شخص گوہ پر اینٹ مارے گا۔ میں اُسے بیوقوف نہ کہونگا۔ تو اور کیا کہونگا۔

نجاست پر اینٹ مارنے والے پر

تو نجاست ہی پڑے گی۔ پس پولیس افسران کے یہ وسوسے تو صرف ان کی روشنی طبع کی علامت ہیں اور کچھ نہیں۔

مقامی پولیس کی حالت

تو یہ ہے۔ کہ اسے متواتر خبریں ملیں۔ کہ اس گلی میں فساد کے اندیشے ہیں۔ مگر اس کے پاس پہرے کے لئے کافی پولیس نہ تھی۔ لیکن

حنیفا کی جان کی حفاظت کے لئے

اُس کے پاس ہمیشہ کافی پولیس ہوتی ہے۔ صوبہ کے ایک بہت بڑے افسر نے مجھ سے خود کہا۔ کہ وہ پولیس حنیفا کی حفاظت کے لئے نہیں ہوتی۔ بلکہ اس لئے ہوتی ہے۔ تا وہ پھر کسی احمدی پر حملہ نہ کردے میں نے کہا۔ آپ کی پولیس معلوم ہوتا ہے بات خوب بنا سکتی ہے۔ مگر ہم اپنی دیکھی ہوئی بات کا کیونکر انکار کریں کہ پولیس کو باوجود علم ہونے کے وہ خطرہ کی جگہ کے متعلق تو کوئی انتظام نہیں کرتی۔ لیکن حنیفا کے آگے پیچھے پھرنے لگتی ہے۔

غرض ایسے واقعات اس دن اور اس کے قریب رُونما ہوئے کہ یہ یقین کرنے کی کافی وجہ ہے۔ کہ وہ وقوعہ

ہتک کے طور پر

جماعت کو اشتعال دلانے کے لئے کیا گیا گو وہ ایسا نہ تھا۔ جس سے جان کا خطرہ ہو۔ یا جو جان پر حملہ کہا جاسکتا ہو۔

پس جن دوستوں نے اس وقوعہ کا ذکر "پتھر پڑا ہے" "پتھریں پڑیں" کے الفاظ میں کیا۔ میں انہیں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ

مومن مبالغہ سے کام نہیں لیتا

بلکہ وہ سچائی کا دلدادہ ہوتا ہے۔ پتھروں کا کوئی سوال نہیں۔ جو چیز پھینکی گئی۔ وہ ایک تھی۔ پس جو کہتا ہے۔ کہ پتھر پھینکے گئے۔ وہ مبالغہ سے کام لیتا ہے۔ اور اسے اپنی اصلاح کرنی چاہیئے میرا غالب گمان یہ ہے۔ کہ وہ پتھر نہیں تھا۔ کیونکہ موٹر پر کوئی نشان نہیں اور پتھر کی صورت میں سو میں سے ننانوے ۹۹ امکانات یہی ہیں۔ کہ نشان ہوتا۔ ہاں

سوکھی مٹی کا ڈلا

ہوسکتا ہے۔ یہ بغیر نشان لگنے کے دھکا بھی دے سکتا ہے۔ اور آواز بھی اس سے پیدا ہوسکتی ہے۔ اس کا مجھے پہلے خیال نہیں آیا۔ اب خطبہ کے وقت خیال آیا ہے۔ پس اگر اس کو بھی شامل کرلیا جائے۔ تو میرے نزدیک کوئی چمڑے کی چیز یا لکڑی کی رندہ کی ہوئی چیز یا سوکھی مٹی کا ڈلا تھا۔ ایسی چیزیں جب پھینکی جائیں۔ تو آواز بھی دے سکتی ہیں۔ اور بہت ممکن ہوتا ہے۔ کہ ان کا نشان بھی کوئی نہ رہے۔ سوکھی مٹی کے ڈلے میں تو یہ بھی ممکن ہے۔ کہ اسکی تلاش بھی نہ ہوسکے۔ کیونکہ مٹی کا ڈلا لگ کر ریزہ ریزہ ہوجاتا ہے۔ مگر جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ اس چیز کی تلاش حقیقی طور پر ہوئی نہیں۔ ایک آدھ منٹ سے زیادہ تلاش نہیں کی گئی۔ میں جلد ہی موٹر میں بیٹھ گیا۔ اور دوستوں کو بلا لیا۔ نیز جو دوست ساتھ تھے۔ وہ گلی کے قریب کے مقامات اور اس کے ننگے حصہ کو ہی دیکھتے رہے۔ دُور دُور انہوں نے نہیں دیکھا۔ اور جو چھتی ہوئی نالیاں تھیں۔ ان کو بھی انہوں نے نہیں دیکھا۔ اور اس وجہ سے یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ اگر پوری طرح ہم تلاش کرتے تو وہ چیز نہ ملتی۔

اس موقعہ پر جماعت نے جو رویہ اختیار کیا

ہے۔ میں اسے بہت پسند کرتا ہوں کیونکہ انہوں نے گورنمنٹ سے کوئی اپیل نہیں کی۔ میرے نزدیک گورنمنٹ کا اور ہمارا معاملہ اس حد تک پہونچ چکا ہے۔ کہ اب اس کے بعد

پنجاب کی گورنمنٹ

کو توجہ دلانا فضول بات ہے کیونکہ پنجاب کی گورنمنٹ بیعت کر چکی ہے ضلع گورداسپور کی پولیس کی۔

Digitized by Khilafat Library

وہ اگر سورج کو کہے کہ اندھیرا ہے۔ تو پنجاب گورنمنٹ کہتی ہے۔ اندھیرا ہے۔ اور اگر وہ رات کو کہے کہ سورج نکلا ہوا ہے۔ تو حکومت پنجاب بھی کہدیتی ہے۔ کہ ہاں سورج نکلا ہوا ہے۔ چونکہ وہ ہماری رپورٹ کے مقابلہ میں پولیس کی رپورٹ کو زیادہ وقعت دیتی ہے۔ اس لئے ایسی صورت میں اس کے پاس شکایت کرنا بے فائدہ امر ہے۔ یہاں کی

پولیس والے جو باتیں کرتے رہتے ہیں

وہ بھی مجھے پہنچتی رہتی ہیں۔ ان میں سے وہ بھی ہیں۔ جو اس خیال سے متفق ہیں۔ جس کا میں نے اظہار کیا۔ اور وہ سمجھتے ہیں۔ کہ کسی شریر نے جماعت کو اشتعال دلانے کیلئے یہ فعل کیا ہے۔ بعض یہ باتیں بھی کرتے ہیں۔ کہ معلوم ہوتا ہے۔ کسی بچے سے کوئی چیز گر گئی ہوگی۔ حالانکہ جو دھماکا تھا۔ اس کو وہی جان سکتے ہیں۔ جو وہاں موجود تھے۔ پنجابی میں مثل ہے۔ گھروں میں آداں تے سنیہے توں دیویں۔ اگر پولیس کے سپرنٹنڈنٹ یا ڈپٹی کمشنر یا کمشنر یا گورنر کی موٹر پر ایسا ہی دھماکا ہو۔ اور وہ کہیں کہ یہ اتفاقی امر ہے۔ کسی بچے سے کوئی چیز گر پڑی ہوگی۔ تو میں ان کی بات ماننے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن وہاں وہ یہ نہیں کہتے۔ بلکہ وہاں ان کا رد یہ بالکل مختلف ہوا کرتا ہے۔ انکا قول ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ ہم راجہ کے نوکر ہیں۔ بینگن کے نوکر نہیں۔ بعض پولیس کے آدمیوں میں سے ایسے بھی ہیں۔ جو کہتے ہیں۔ کہ یہ ساری بات ہی بناوٹی ہوئی ہے۔ واقعہ کوئی ہوا ہی نہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ ہر شخص اپنے ظرف کے مطابق بولتا ہے جو شخص جھوٹ کا عادی ہو۔ اور جسکا اوڑھنا اور بچھونا جھوٹ ہو۔ وہ کسی بات کو سوائے جھوٹ کے اور کیا سمجھ سکتا ہے۔ اس قسم کے افسر سوائے اس کے کہ پبلک کو حکومت سے بدظن کریں۔ اور اس کے خلاف منافرت کے جذبات پھیلائیں۔ کسی صورت میں گورنمنٹ کی خدمت نہیں کر سکتے۔ غرض دونوں طرف خیالات کی رَو کو آزاد چھوڑ دیا گیا ہے۔ ایک ہمارے دوست تو اس واقعہ کو سُنکر ایسے متاثر ہوئے۔ کہ کہنے لگے ایسی بات تو نہیں کہ کوئی پٹاخہ وغیرہ پھینکا گیا ہو۔ میں نے انہیں بتایا۔ کہ

پٹاخے کی آواز

اور اس آواز میں بہت فرق ہوتا ہے۔ مجھے یہ ڈر پیدا ہوا۔ کہ آہستہ آہستہ بعض دوست محبت کے جوش میں کہیں اس چیز کو بم ہی نہ سمجھنے لگیں۔

اس موقعہ پر

بعض جلسے بھی قادیان میں ہوئے ہیں

اور بعض دوستوں نے تقریریں کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ ہم یوں کر دینگے اور ووں کر دینگے اس پر بعض دوستوں نے اعتراض کیا ہے کہ ایسا کہنے کا کیا فائدہ کہ ہم یوں کر دینگے ووں کر دینگے۔ جب کرنے کا وقت آئے اس وقت جو کچھ کرنا ہو کر دکھائیں۔

بے فائدہ دعووں سے کیا فائدہ

اور میں اس بات میں ان سے بالکل متفق ہوں۔ میں نے بارہا جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ بیہودہ دعوے کرنے کی کوئی ضرورت نہیں جماعت کا اظہارِ اخلاص ایک طبعی بات ہے اور وہ جس محبت کا نتیجہ ہے۔ اس کو کوئی روک نہیں سکتا۔ وہ

ایک قابلِ قدر چیز

اور ایمان کو بڑھانے والی بات ہے لیکن ایسی باتیں کرنا جن کے متعلق انسان کے ذہن میں کچھ بھی نہ ہو۔ کہ کیا کر دینگے۔ ایک بے فائدہ چیز ہے۔ پس جس حد تک کہ دوستوں نے اپنے اخلاص کا اظہار کیا یا ریزولیوشن کے ذریعہ اپنے آپ کو خدمت کے لئے پیش کیا ہے۔ وہ بالکل جائز اور درست بلکہ

موجب ثواب

تھا۔ لیکن اس سے زائد اگر کسی نے دھمکیاں دی ہوں۔ تو ان سے کسی کو بھی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ دھمکیاں بھاپ کی طرح انسان کے جوش کو نکال دیتی ہیں۔ میرے نزدیک

صحیح طریق جذبات کے اظہار کا

یہ ہے۔ کہ دوستوں کو قربانی کی تحریک کی جائے۔ ایسی باتوں سے کیا فائدہ کہ ہم دکھا دیں گے۔ ہم بتا دیں گے۔ ہم دنیا کو ہلا دیں گے۔ یہ ایک بے فائدہ اور لغو بات ہے۔ میرا خیال ہے۔ کہ ایسے مقرر سے اگر اسی وقت کوئی پوچھ بیٹھے کہ آپ کیا دکھا دیں گے۔ تو وہ یہی کہیں گے۔ کہ ابھی سوچا نہیں۔ ہم آئندہ سوچیں گے۔ اور جب سوچکر ابھی کوئی فیصلہ کرنا ہے۔ تو پہلے ہی سے دعوے کرنے سے کیا فائدہ؟ میرے نزدیک اس زمانہ میں صحیح طریق جذبات کے اظہار کا یہ ہے کہ ایسے موقعوں پر جماعت کے دوستوں کو

تحریک جدید کی طرف توجہ دلائی جائے

دشمنوں کے سارے حملوں کا علاج تحریک جدید میں موجود ہے۔ پس انہیں بتایا جائے کہ جس قدر کرنے والی باتیں ہیں۔ وہ تمہارے امام نے تمہیں بتا دی ہیں۔ کیا تم نے ان باتوں پر عمل کر لیا؟ اگر کیا ہے۔ تو اور کرو۔ اور اگر نہیں کیا۔ تو ان پر جلدی عمل کرو۔ کہ انہی باتوں میں ان تمام فتن کا علاج ہے۔ پس تحریک جدید کے مختلف پہلو جو قربانیوں کے ہیں۔ انہیں لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے۔ اور انہیں توجہ دلائی جائے۔ کہ جنہوں نے ابھی تک اس تحریک پر عمل نہیں کیا۔ وہ عمل کریں۔ یہ

ایک صحیح ذریعہ قربانی پیش کرنے کا

ہوگا۔ مگر اس قربانی کا دعویٰ کرنا جس قربانی کا مطالبہ ہی نہ ہو۔ یا جس قربانی کی نوعیت پر خود بھی غور نہ کیا ہو۔ انسان کو نکما بنا دیتا ہے۔ اور اس کے دل پر زنگ لگا دیتا ہے۔ ایک شخص جو جانتا ہی نہیں کہ کیا کریگے۔ وہ اگر کہتا ہے ہم مر جائینگے ہم مٹ جائیں گے۔ ہم مٹا دینگے۔ ہم ہلا دینگے۔ ہم دکھا دینگے۔ ہم بتا دینگے۔ تو وہ

بے ہودہ اور لغو دعوے

کرتا ہے۔ وہ نہ خود جانتا ہے۔ کہ کس طرح ہلا دیں گے اور نہ وہ جانتے ہیں۔ جو اس کی تقریر سن رہے ہوتے ہیں کہ کس طرح ہلا دینگے صرف اپنے ہی دل میں وہ دونوں ہل رہے ہوتے ہیں۔ تو صحیح طریق یہ ہے۔ کہ تمہارے سامنے جو پروگرام رکھا گیا ہے اور جو تمہارے امام نے تمہارے سامنے پیش کیا ہے۔ اس پر عمل کرو۔ اور لوگوں کو بتاؤ۔ کہ یہ جلسے اس لئے ہو رہے ہیں کہ تم سکیم کے فلاں فلاں حصے پر عمل نہیں کرتے۔ پھر اس حصہ کے متعلق دلائل دو۔ اس کی تفصیلات بیان کرو اس کے نتائج اس کی خوبیاں اور اس کے اثرات واضح کرو۔ اور لوگوں کو توجہ دلاؤ۔ کہ جب وہ قربانیوں کے لئے تیار ہیں۔ تو کیوں تحریک جدید کے ماتحت قربانیاں نہیں کرتے۔ یہ وہ قربانی کی تحریک ہے جو جائز اور مفید ہے۔ پس ایک مفصل سکیم تمہارے سامنے موجود ہے اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ خالی جذبات کے اظہار کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ پس یہاں کا جلسہ

ریزولیوشن اور اظہارِ اخلاص کی حد تک

جائز مفید اور موجب ثواب تھا۔ لیکن اس سے زائد اگر کوئی خالی دعوے کئے گئے ہیں۔ تو وہ بے فائدہ تھے۔ قربانی کے لئے تمہارے سامنے ایک سکیم موجود ہے۔ اس پر عمل کرو۔ اور لوگوں کو بھی توجہ دلاؤ۔ کہ وہ اس کے مطابق اپنی زندگیاں بنائیں۔ اس کا دینی فائدہ بھی ہوگا۔ دنیوی فائدہ بھی ہوگا۔ اور پھر ثواب الگ رہا جو تحریک کرنے والوں کو ملیگا۔

دوسری بات جس کا ذکر میں آج کرنا چاہتا ہوں۔ وہ قادیان میں احرار کے جلسہ کرنے کی کوشش کے متعلق ہے۔ ہمیشہ تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد قادیان میں احرار جلسہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ہماری جماعت میں بھی جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسے موقعہ پر جوش کا پیدا ہونا ایک طبعی امر بھی ہے۔ کیونکہ **قادیان ہمارا مقدس مقام ہے۔ اور ہم یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتے۔ کہ لوگ یہاں آئیں اور ان کا مقصد صرف یہ ہو۔ کہ وہ ہمارے بزرگوں کو گالیاں دیں۔**

گورنمنٹ کے بعض افسر کہا کرتے ہیں۔ کہ ہم کسی کو قادیان آنے سے کیونکر روک سکتے ہیں۔ اور میرا جواب ہمیشہ یہ ہوا کرتا ہے۔ کہ قادیان آنے سے کون روکتا ہے۔ یا کون کہتا ہے کہ کسی کو قادیان آنے سے روکیں۔ ہم تو یہ کہتے ہیں۔ کہ قادیان آکر گورنمنٹ انہیں شرارت کرنے سے روکے۔ کیا کوئی گورنمنٹ کا افسر یہ جرأت رکھتا ہے۔ کہ وہ یہ کہہ سکے۔ کہ ہم کیونکر کسی کو قادیان آکر شرارت کرنے سے روک سکتے ہیں۔ حکومت کا کوئی بڑا یا چھوٹا افسر یہ فقرہ دہرانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ کہ ہم کسی کو قادیان آکر شرارت کرنے سے کیونکر روک سکتے ہیں۔ بلکہ میں کہتا ہوں۔ یہ بھی نہیں۔ میں اس حد سے بھی نیچے اترتا ہوں اور کہتا ہوں۔

Digitized by Khilafat Library

لوگوں کو قادیان آکر

ہمارے دل دُکھانے سے روکیں

حکومت کا کوئی افسر یہ بھی نہیں کہہ سکتا۔ کہ ہم کیونکر لوگوں کو قادیان آکر آپ کا دل دکھانے سے روک سکتے ہیں۔ اس لئے کہ اس کے اپنے اعمال موجود ہیں۔ جن میں اس سے بہت کم دل دکھانے والے افعال کو اُس نے روکا۔

مسلمان گائے ذبح کرتے ہیں۔

چیز ان کی اپنی ہوتی ہے۔ روپیہ انہوں نے خرچ کیا ہوتا ہے۔ زمین جس میں ذبح کرتے ہیں۔ ان کی اپنی ہوتی ہے۔ لیکن گورنمنٹ انہیں روکتی ہے۔ اور کہتی ہے۔

ہندو کا دل دکھتا ہے

ہم پوچھتے ہیں۔ کیا ہندو کا دل ہوتا ہے۔ ایک مسلمان اور پھر احمدی کا دل نہیں ہوتا۔ تم گائے کے ذبح کرنے پر تو پابندی عائد کر دیتے ہو۔ کہ فلاں جگہ کرنی چاہیئے۔ اور فلاں جگہ نہیں۔ تم یہ تو پابندی عائد کر سکتے ہو۔ کہ جس گاؤں میں ہندو زیادہ ہوں۔ اس میں مسلمانوں کو گائے ذبح کرنے کی اجازت نہیں۔ تم یہ تو پابندی عائد کر سکتے ہو۔ کہ جس گاؤں کے ہندو مالک ہوں۔ اس گاؤں میں مسلمان گائے ذبح نہیں کر سکتے۔ تم یہ تو پابندی عائد کر سکتے ہو کہ جن گاؤں کو ہندوؤں نے آباد کیا ہو۔ ان میں مسلمان گائے ذبح نہیں کر سکتے۔ ہاں جن گاؤں کو مسلمانوں نے آباد کیا ہو۔ یا مسلمان اُن میں کثرت سے رہتے ہوں۔ یا مسلمان ان گاؤں کے مالک ہوں۔ وہاں کے مسلمانوں کو گائے ذبح کرنے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ چنانچہ یہ سمجھوتہ ہندو اور مسلمان لیڈروں نے مل کر سر میلکم ہیلی یا سر میکلیگن کے زمانہ میں کیا تھا (میرا غالب خیال یہ ہے سر میلکم ہیلی کے زمانہ میں ہی یہ تجویز منظور کی گئی تھی) بہر حال ان دونوں گورنروں میں سے کسی ایک کے زمانہ میں یہ اصول تجویز کیا گیا تھا۔ لیکن جب یہ اصول طے ہو چکا ہے۔ تو ہم کہتے ہیں۔ وہی اصول یہاں کیوں نہیں برتتے۔

قادیان میں احمدیوں کی آبادی

زیادہ ہے۔ قادیان میں احمدیوں کی اکثریت ہے۔ اور قادیان احمدیوں کا مقدس مقام ہے۔ پس ہرگز کسی کو اجازت نہیں ہونی چاہیئے۔ کہ وہ یہاں آکر احمدیوں کا دل دکھائے۔ خصوصاً گالیاں دے کر اور بدزبانی کر کے۔ پھر گائے ذبح کرتے ہوئے کسی کو کوئی گالی نہیں دیتا۔ مگر آپ ہی آپ دل دکھنے لگ جاتے ہیں۔ اور

گورنمنٹ کا دِل

بھی اس دکھ کے خیال سے دھڑکنے لگ جاتا ہے ہم سنتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ کا دل عدل اور انصاف کے جذبات سے پُر ہونا چاہیئے۔ اور اسے ہمارے دلوں کے دُکھنے پر بھی دھڑکنا چاہیئے۔ اس کا دل ہندوؤں کا دل دُکھنے پر دھڑکتا ہے۔ اُس کا دل سکھوں کا دل دکھنے پر دھڑکتا ہے اس کا دل عیسائیوں کا دل دکھنے پر دھڑکتا ہے۔ پھر کیوں احمدیوں کے لئے اس کا دل نہ دُکھے

ایک تازہ مثال

لکھنؤ کی ہی لے لو۔ وہاں گورنمنٹ نے حکم دیا ہوا ہے۔ کہ صحابہؓ کی تعریف بازاروں میں نہ کی جائے۔ اور نہ ان کی مدح میں جلسے کئے جائیں۔ کیونکہ اس سے شیعوں کا دل دُکھتا ہے۔ اسی وجہ سے اہل سنت وہاں مدح صحابہ کے نام پر آج کل ایجی ٹیشن کر رہے ہیں۔ اور حکومت ان کو گرفتار کر رہی ہے۔ کہ اس فعل سے شیعوں کا دل دکھتا ہے۔ اب کیا یہ لطیفہ نہیں۔ کہ حکومت برطانیہ کے ماتحت ایک جگہ تو یہ حکم دیا جاتا ہے۔ کہ

اپنے بزرگوں کی تعریف نہ کرو

کیونکہ اس سے شیعوں کا دل دکھتا ہے۔ اور دوسری جگہ اور پھر ایسی جگہ جو ایک جماعت کا مقدس مقام ہے۔ بعض لوگوں کو کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے۔ کہ وہ دوسروں کے بزرگوں کو گالیاں دیں۔ کیا اس لئے کہ حکومت کے نزدیک احمدیوں کا دل نہیں دُکھ سکتا۔

میں نے سُنا ہے۔ کہ حکومت نے مولوی عطاء اللہ کو قادیان آنے سے روک دیا ہے۔ اگر یہ درست ہے۔ تو اس نے اچھا کیا۔ کہ ان کو یہاں آنے سے روک دیا۔ لیکن سوال صرف مولوی عطاء اللہ صاحب کی گالیوں کا نہیں۔ بلکہ صرف

بزرگان جماعت احمدیہ کو گالیاں

دینے کا ہے۔ یہاں ہر جمعہ کو جماعت احمدیہ کے بزرگوں کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ اور اگر کبھی کوئی پولیس کا سچا رپورٹر وہاں جاتا ہوگا۔ تو گورنمنٹ کے پاس اس کی ڈائریاں بھی پہونچتی ہوں گی۔ لیکن گورنمنٹ کو کبھی خیال نہیں آیا۔ کہ اس دل آزار طریق کو بند کرے۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں۔ کہ لکھنؤ میں مدح صحابہؓ اس لئے جُرم قرار دی جاتی ہے۔ کہ اس سے شیعوں کی دلآزاری ہوتی ہے۔ لیکن احمدیہ جماعت کے مرکز اس کے مقدس مقام قادیان میں

سب بزرگانِ احمدیت

کو بھی جُرم نہیں سمجھا جاتا۔ آخر یہ قانون کس عقل کے ماتحت بن رہے ہیں۔ اگر یہاں

احرار کی بدزبانی

کو روکنا ناجائز ہے۔ تو لکھنؤ میں سُنیوں کو مدح صحابہؓ سے روکنا اس سے بھی زیادہ ناجائز ہے۔ اور اگر وہاں سُنیوں کو مدح صحابہؓ سے روکنا جائز ہو سکتا ہے۔ تو قادیان میں احمدیوں کے بزرگوں کے خلاف گالیوں کو روکنا اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ کیونکہ

وہاں صحابہ کی تعریف

کا سوال ہے۔ جس سے دل دکھنا خلافِ عقل ہے۔ اور یہاں جماعت احمدیہ کے بزرگوں کی توہین کا سوال ہے جس سے دل دُکھنا ایک طبعی امر ہے۔ پس حکومت کو چاہیئے۔ کہ اپنے افعال کے اس تضاد کو دُور کرے۔ کہا جا سکتا ہے۔ کہ وُہ حکم لکھنؤ کا ہے۔ جو یو۔ پی میں ہے۔ اور قادیان پنجاب میں ہے بے شک یہ درست ہے۔ لیکن قانون کا اصل تو ایک ہی ہونا چاہیئے۔ آخر یو پی کے افسر بھی تو انگریز ہی ہیں۔

غرض اگر گورنمنٹ نے مولوی عطاء اللہ صاحب کو روکا ہے۔ تو اس کا یہ فعل مستحسن ہے لیکن یہ فعل اسے کلی طور پر الزام سے بری نہیں کرتا۔ کیونکہ گالی مولوی عطاء اللہ صاحب کے

آپ کے بال گھونگر یالے ہو جائینگے
انگلینڈ کا بنا ہوا طلسمی کنگھا
اگر آپ اپنے بال گھونگر یالے کرنا چاہیں۔ تو ہم سے طلسمی کنگھا منگا لیجئے۔ تین چار روز تک آپ بجے معمولی کنگھے کے طلسمی کنگھے سے بال سنوار لیجئے آپ کے بال چوتھے روز خود بخود گھونگر یالے ہو جائیں گے۔ اور نہایت خوبصورت معلوم ہونگے۔ یہ کنگھا عورتوں اور مردوں کے لئے یکساں کارآمد ہے۔ اور بڑی تیزی کے ساتھ فروخت ہو رہا ہے کیونکہ صرف چار روز میں آپ کے بال نہایت خوبصورت اور گھونگر یالے کر دے گا۔ یقین کیجئے۔ کہ اگر آپ نے منگا لیا۔ تو اس کا کام دیکھ کر آپ کا ہر دوست اس کے منگانے پر مجبور ہو جائیگا۔ جس گھر میں یہ کنگھا منگایا گیا ہے وہاں کئی کئی عورتوں اور مردوں کے آرڈر آئے ہیں قیمت بھی کچھ زیادہ نہیں صرف چار روپیہ میں ملتا ہے ہم یہ گارنٹی کرتے ہیں کہ یہ کنگھا خاص انگلینڈ کا بنا ہوا ہے۔ خود کمپنی کی طرف سے گارنٹی کا فارم ساتھ ملیگا۔ بذریعہ پارسل منگا لیجئے
منیجر یونین امپورٹ کمپنی کوچہ چیلاں دہلی
(نوٹ) ہمارے کنگھے سے بال بھورے اور سنہری بھی ہو جاتے ہیں۔

برص (سفید داغ) اگر آپ ہر طریقہ علاج کو برت چکے ہیں۔ اور فائدہ نہ ہوا ہو۔ تو آپ بطور نمونہ ہمارا اکسیر برص استعمال کر کے دیکھیں۔ ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہفتہ کے اندر فائدہ نہ ہونے کی صورت میں حلفیہ تحریر پر کل قیمت واپس کر دیجائیگی۔ قیمت معہ محصولڈاک صرف تین روپے ہے
فقیری کٹیا کنسی سمری ۱۶۰ دربھنگہ۔

نظیر سیونگ مشین کمپنی رنگ محل لاہور
پف کی نئی اور پرانی مشینوں اوران کے تمام پرزہ جات کی خرید و فروخت کے لئے مشہور ہے پرانی مشینوں کی مرمت بھی اعلےٰ پیمانہ پر کی جاتی ہے

Digitized by Khilafat Library

منہ سے نکل کر زیادہ بُری نہیں ہو جاتی اور کسی دوسرے احراری کے منہ سے نکل کر گالی اچھی نہیں ہو جاتی۔ بلکہ گالی بہرحال بُری چیز ہے۔ اور یہ تو ابتدائی اخلاق کا تقاضا ہے۔ کہ لوگوں کو گالی دینے سے روکا جائے۔ اس معاملہ میں چھوٹے اور بڑے میں فرق نہیں کیا جا سکتا مثل مشہور ہے۔ کہ

کوئی بیوقوف نواب تھا

اس نے ایک دفعہ مجلس میں بے حجابانہ بلند آواز میں ہوا خارج کر دی۔ اس کے ارد گرد جو خوشامدی بیٹھے تھے۔ کہنے لگے۔ سبحان اللہ کیا سنتِ رسول پر عمل کیا ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہی حکم ہے کہ ہوا خارج ہونے لگے۔ تو اُسے نہ روکو ایک اور بھلا مانس بھی اس مجلس میں بیٹھا تھا۔ اُسے یہ بات بہت بُری معلوم ہوئی۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا نام اس طرح نامناسب طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ اس نے چاہا۔ کہ ان کو شرمندہ کرے۔ لیکن چونکہ وہ اسی مجلس میں بیٹھنے والا تھا۔ اس کے اخلاق بھی زیادہ اچھے نہ تھے۔ اس لئے اس نے بجائے شریفانہ رنگ میں سمجھانے کے دوسرے دن آپ وہی حرکت کر دی۔ اس پر سارے کہنے لگے کیسا گدھا ہے۔ کیسا بیوقوف اور احمق ہے۔ آدابِ مجلس کا ذرا بھی خیال نہیں۔ وہ کہنے لگا۔ جناب میں نے تو وہی حرکت کی ہے۔ جو کل اس قدر قابل تعریف سمجھی گئی تھی۔ پس اگر گورنمنٹ

الگ الگ آدمیوں سے الگ سلوک

کرے گی۔ تو لوگوں کی ملامت کا نشانہ بنے گی۔ آخر لوگوں کے دل میں یہ سوال پیدا ہو کر رہے گا۔ کہ جب قانون کا اصل ایک ہے۔ تو کیا وجہ ہے؟ کہ لکھنؤ والوں کیلئے وہ اور رنگ میں ظاہر ہو۔ اور قادیان والوں کے لئے اور رنگ میں۔ آخر لوگ سوچینگے۔ کہ اس کی یہی وجہ تو نہیں۔ کہ لکھنؤ والے امیر ہیں۔ اور قادیان کے لوگ غریب۔ اگر یہ بھی امیر ہوتے۔ اگر ان کی تعداد بھی زیادہ ہوتی۔ اور اس قسم کا واقعہ ہوتا۔ تو گورنمنٹ ان کی یہ باتیں سُنکر فوراً کہتی۔ بالکل درست! لکھنؤ میں بھی ہم نے ایسا ہی کیا ہے۔ اور یہاں بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ لیکن چونکہ

امارت اور غربت کا فرق

ہے۔ یہ تھوڑے ہیں۔ اور وہ زیادہ۔ پھر یہ قانون کے پابند ہیں۔ اس لئے ان کی طرف توجہ نہیں کی جاتی؟ میں تو بعض دفعہ سوچا کرتا ہوں کہ شاید

ہمارا سب سے بڑا جُرم

یہی ہے۔ کہ ہم قانون کی پابندی کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ اور اس وجہ سے حکومت خیال کرتی ہے۔ کہ ان کی تکلیف کی طرف توجہ نہ کی گئی۔ تو امن میں خلل نہ آئیگا۔ لیکن اگر میرا یہ خیال درست ہو۔ **تو حکومت کو اپنی اصلاح کرنی چاہیئے۔ کیونکہ ایسے حالات ملک کے امن کو برباد کر دیتے ہیں اور لوگوں کی محبت حکومت سے کم کر دیتے ہیں۔** میں نے کسی کتاب میں پڑھا ہے۔ کہ

ایک جاپانی لیڈر

نے ایک دفعہ ایک مضمون لکھا۔ اس میں وہ بیان کرتا ہے۔ جس طرح ہندوستان پر یورپین قوموں نے حکومت حاصل کر لی ہے، اسی طرح شروع شروع میں انہوں نے جاپان پر بھی حکومت حاصل کرنیکی کوشش کی تھی۔ انہوں نے جاپان میں کارخانے کھول لئے۔ تجارتیں شروع کر دیں۔ اور جاپان میں اثر پیدا کرنا شروع کر دیا۔ ایک دفعہ جاپانی۔ امریکن تاجروں سے لڑ پڑے۔ امریکہ والوں کو جب معلوم ہوا۔ تو انہوں نے اپنے جہاز بھیجے۔ جاپانیوں پر گولہ باری کی۔ اور نہایت کڑی شرائط جاپانیوں سے منوائیں جاپانیوں کو اس سے ایسا ہی دکھ پہنچا جیسا کہ پچھلے سال ہمیں پہونچا تھا۔ انہوں نے فیصلہ کر لیا۔ کہ اب ہم اپنی عزت قائم کرکے رہینگے وہ خوش قسمت قوم تھی۔ اسکے بڑے بڑے نواب جمع ہوئے۔ اور انہوں نے کہا۔ جب یورپین اقوام کے نزدیک ہماری چوڑھے اور چمار جیسی بھی عزت نہیں۔ تو ہماری نوابیاں کس کام کی ہیں۔ سب نے کہا ہم اپنی نوابیاں چھوڑتے ہیں۔ اور سارے اختیارات ایک بادشاہ کو دیتے ہیں۔ چنانچہ سب نے اپنی نوابیاں چھوڑ دیں۔ اور پرانے شاہی خاندان کے ایک آدمی کو جو عبادتگاہ میں بیٹھا تھا۔ اپنا بادشاہ بنا لیا۔ گویا پہلا تغیر انہوں نے یہ کیا۔ اس کے بعد ان میں سے نوجوان نکلے اور انہوں نے قسمیں کھائیں کہ ہم اپنے ملک میں واپس نہیں آئینگے۔ جب تک یورپ اور امریکہ سے وہ ہنر سیکھ کر نہ آئیں۔ جن ہنروں کی وجہ سے وہ ہمارے ملک میں طاقت پکڑ رہے ہیں چنانچہ کسی نے جہاز رانی سیکھنی شروع کر دی۔ کسی نے کارخانوں کا کام سیکھنا شروع کر دیا۔ اس طرح کوئی کسی کام میں لگ گیا۔ اور کوئی کسی میں۔ اور دس پندرہ سال باہر رہ کر جب وہ اپنے ملک میں آئے تو انہوں نے ہر قسم کے کارخانے جاری کر دیئے اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے

وہ جاپانی مدبّر

کہتا ہے ۔ ہماری قوم سو رہی تھی۔ جب ہم جاگے۔ تو ہم نے دیکھا۔ ہمارے ملک میں یورپین قومیں اپنا اثر بڑھا رہی ہیں۔ اور وہ اپنے آپ کو مہذب کہتے ہیں۔ اور ہمیں غیر مہذب۔ تب ہم نے سوچا۔ کہ شاید تہذیب کارخانے جاری کرنیکا نام ہے۔ اور ہم نے اپنے ملک میں ہر قسم کے کارخانے جاری کر دیئے۔ اور ہم نے یورپ کی طرف فخر سے دیکھا۔ اور سمجھا۔ کہ اب وہ کہیگا۔ کہ جاپان بھی مہذب ملک ہے۔ مگر ہم نے دیکھا۔ مغرب نے اپنا سر ہلا دیا۔ اور کہا۔ کہ

جاپانی غیر مہذب ہیں

وہ کہتا ہے۔ ہم نے سمجھا کہ شاید چونکہ یہ باہر سے ہمارے ملک میں کپڑا لاتے ہیں۔ شاید تہذیب دوسرے ملکوں سے تجارت کرنیکا نام ہے۔ چنانچہ ہم نے کہا۔ کہ ہم بھی اپنی چیزیں باہر بھیجینگے۔ اور دُنیا میں مہذب کہلائینگے۔ چنانچہ ہم باہر نکلے۔ اور ہم نے ہر جگہ انکی منڈیوں کو شکست دی۔ اور دور دور تجارت کی۔ اور خیال کیا۔ کہ مغرب ہماری اس ترقی کو دیکھکر کہیگا کہ جاپان مہذب ملک ہے، مگر مغرب والوں نے پھر اپنا سر ہلا دیا۔ اور کہا۔

جاپانی غیر مہذب ہیں

اس پر ہم نے سمجھا کہ شاید چونکہ یہ اپنے جہازوں میں مال لاتے ہیں۔ اور ہمارے اپنے جہاز نہیں اسلئے ہم انکی نگاہ میں مہذب نہیں۔ یہ خیال آنے پر ہم نے اپنے جہاز بنائے۔ اور اپنے جہازوں میں غیر ممالک کو اشیاء بھیجنی شروع کیں اور ہم نے خیال کیا۔ کہ اب تو یہ ہمیں مہذب خیال کرینگے۔ مگر مغربی لوگوں نے پھر سر ہلا دیا اور کہا۔ کہ

جاپانی غیر مہذب ہیں

وہ کہتا ہے۔ ہم اس پر پھر حیران ہوئے۔ اور خیال کیا۔ کہ چونکہ ہم تعلیم میں پیچھے ہیں اس لئے غیر مہذب ہو گئے۔ اس پر ہم نے تعلیم پر زیادہ زور دینا شروع کیا۔ اور نئی سے نئی ایجادیں کرنی شروع کر دیں۔ مگر ہم پھر بھی مغرب کی نگاہ میں غیر مہذب رہے۔ اتنے میں مانچوریا میں جھگڑا شروع ہو گیا۔ اور روس کے ساتھ ہماری لڑائی ہوئی۔ تب پستہ قد جاپانیوں نے میان سے اپنی تلوار نکال لی۔ اور دیو قد روسیوں پر ٹوٹ پڑے۔ اور تین لاکھ روسیوں کے خون سے انہوں نے مانچوریا کی زمین کو سُرخ کر دیا تب ہم نے دیکھا۔ کہ سارا یورپ اور امریکہ پکار اٹھا۔ کہ

جاپانی مہذب ہیں

جاپانی مہذب ہیں۔ وہ کہتا ہے۔ ہمیں تب معلوم ہوا۔ کہ یورپین اقوام کے نزدیک تہذیب طاقت کا نام ہے۔

اس قسم کے خیال کا لوگوں کے دلوں میں پیدا ہونا بہت

خطرناک چیز

ہوا کرتی ہے۔ اور حکومت کو یہ امر ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیئے۔

Digitized by Khilafat Library

بہترین ڈیزائن اور عمدہ
بلاک بنانیوالے
فون نمبر ۳۴۸۵
انارکلی - لاہور
کمپنی جان محمد روڈ
ایس داس اینڈ

کہ اگر اس کے ماتحت افسر لوگوں کے دلوں میں اس قسم کا خیال پیدا کرتے ہیں تو وہ رعایا کو باغی بناتے ہیں۔ کیونکہ اگر رعایا کے دل میں یہ خیال پیدا ہو جائے کہ حکومت طاقت کے آگے جھکتی ہے۔ دلائل کے آگے نہیں جھکتی تو امن کہاں رہ سکتا ہے جب لوگ یہ دیکھیں کہ حکومت طاقتور کی بات مانتی ہے تو ان میں بھی مقابلہ کا جوش پیدا ہوتا ہے اور حکومت کے مقابلہ میں طاقت کا استعمال بغاوت کی روح پھیلاتا ہے۔ پس اگر حکومت سمجھتی ہے کہ لکھنؤ والے چونکہ مالدار ہیں یا جتھے اور طاقت والے ہیں اس لئے اس نے قانون کا وہاں نفاذ کر دیا۔ لیکن احمدی کمزور ہیں۔ اس لئے ان کے متعلق کسی قانون کی ضرورت نہیں تو

میری نصیحت

اسے یہی ہے کہ وہ اپنا رویہ اس بارے میں بدل لے کیونکہ اس خیال کا پیدا ہونا حکومت کے تباہ کرنے کے مترادف ہوتا ہے اور اس کی موجودگی میں کبھی امن قائم نہیں ہو سکتا پس میرے نزدیک خالی مولوی عطاء اللہ کو روکنا کافی نہیں قادیان ہمارا مقدس مقام ہے اور قادیان کے متعلق گورنمنٹ کا یہ قانون ہونا چاہیئے کہ اس جگہ سلسلہ احمدیہ اور اس کے بزرگوں کے متعلق توہین آمیز کلمات کا استعمال کسی کے لئے جائز نہیں۔ ہمیں اس بات پر ہرگز اعتراض نہیں اگر کوئی اور قوم کسی اور شہر کو اپنا مقدس مقام سمجھتی ہے تو اس شہر کے متعلق بھی اسی قسم کا قانون نافذ کر دیا جائے۔ اگر ہندو کہیں کہ

ہردوار یا بنارس

ان کا مقدس مقام ہے یا سنی کسی شہر کو اپنا مقدس مقام قرار دے لیں یا شیعہ کسی شہر کو مقدس مقام قرار دے لیں اور اس طرح اپنے لئے ایک ایک شہر چن کر اس کے متعلق اس قسم کا قانون بنوا لیں تو ہمیں اس پر ہرگز اعتراض نہیں ہوگا۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ قادیان میں کسی مذہب والے کا اپنے مذہب کی تلقین کرنا ہم ناپسند کرتے ہیں اگر کوئی

اپنے مذہب کی تبلیغ

کرنا چاہتا ہے تو بے شک وہ آئے اور تقریر کرے۔ لیکن تہذیب اور شائستگی کے ساتھ ایسے مہذب لیکچراروں کے لئے میں آپ انتظام کرنے کے لئے تیار ہوں بلکہ اسی مسجد میں انہیں لیکچر کی اجازت دے سکتا ہوں لیکن غیر شریفانہ رنگ میں اگر کوئی شخص کسی حرکت کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کی اس حرکت کو برداشت نہیں کیا جا سکتا ممکن ہے کوئی شخص کہے کہ تمہارا تو ایک مرکز ہے جس کی وجہ سے گورنمنٹ سے اس قانون کا مطالبہ کرتے ہو لیکن ہم کیا کریں سو ایسے لوگوں سے میں کہتا ہوں۔

تم بھی ایک مرکز بنا لو

ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا مگر یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ہم اپنے مرکز کے متعلق کسی قانون کا مطالبہ نہ کریں یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے کسی لومڑ کی دم کٹ گئی تھی تو اس نے سب لومڑوں کو مشورہ دیا تھا کہ ہمیں اپنی دمیں کٹوا دینی چاہئیں اگر کسی قوم کا کوئی مذہبی مرکز نہیں تو ہم کیوں اپنا حق چھوڑ دیں اور اگر اسے اس سے تکلیف ہوتی ہے تو وہ اپنا بھی ایک مرکز بنا لے ہم خصوصیت سے خیال رکھیں گے کہ ہماری جماعت کا کوئی شخص وہاں جا کر ایسا رنگ اختیار نہ کرے جو دل آزار ہو۔ پس اگر ایسے مراکز ہر قوم تجویز کر لے تو ہمیں اس پر ہرگز اعتراض نہیں ہوگا۔ مگر بہر حال قادیان ہمارا مقدس مذہبی مرکز ہے اور اس جگہ احمدیت یا احمدیت کے بانی یا احمدیت کے بزرگوں کے خلاف کسی قسم کی تضحیک یا تمسخر سننے کے لئے ہم تیار نہیں اور یہ مطالبہ ہمارا اس وقت تک جاری رہیگا جب تک گورنمنٹ ان لوگوں کو روکتی نہیں جو یہاں آکر گالیاں دیتے ہیں۔ مولوی عطاء اللہ سے ہمیں کوئی بغض نہیں۔ نہ انہوں نے ہمارا مال چرایا ہے کہ انہیں کی بد زبانی ہمیں تکلیف دیتی ہو۔ اور اگر مولوی عنایت اللہ یا شیخ تاج الدین صاحب گالیاں دیں تو وہ ہمیں بری نہ لگتی ہوں۔ اگر گالیاں دینا جائز ہے تو کوئی دے سب کے لئے جائز ہے اور اگر گالیاں دینا جائز نہیں تو کسی کے لئے بھی جائز نہیں۔ خواہ مولوی عطاء اللہ صاحب دیں یا مولوی عنایت اللہ۔ پس ہمارے لئے یہ کافی نہیں کہ مولوی عطاء اللہ صاحب کو قادیان آنے سے روک دیا جائے۔ ہاں اگر گورنمنٹ نے ایسا کیا ہے تو اس حد تک ہم اس کی تعریف ضرور کریں گے۔ میں نے ہمیشہ کہا ہے کہ ہمیں

سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کہنا چاہیئے

اور ہمارا طریق یہ ہونا چاہیئے کہ جو سچ ہو اسے ہم جھوٹ نہ کہیں اور جو جھوٹ ہو اسے ہم سچ نہ کہیں اس کے مطابق ہم گورنمنٹ کے اس فعل کی اگر اس نے واقعہ میں ایسا کیا ہے تعریف کریں گے۔ ہاں بقیہ حصہ کی مذمت کریں گے کیونکہ اس نے ان گالیوں کے انسداد کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ جو جماعت احمدیہ اور اس کے بزرگوں کو احرار کے دوسرے نمائندے دیتے ہیں۔

بعض دوست غلطی سے

گورنمنٹ کے اچھے کام کی تعریف

کرنے سے بھی ڈرتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اگر ہم نے کہہ دیا کہ گورنمنٹ نے یہ کام اچھا کیا ہے تو ہم جو گورنمنٹ پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ ہمارے حقوق کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتی۔ اس الزام کی قوت جاتی رہیگی لیکن میں سمجھتا ہوں طاقت ہمیشہ سچائی میں ہوتی ہے۔ دوسرے طریق میں نہیں ہوتی اور نہ حق کو چھپانے میں ہوتی ہے۔ ابتدا سے یہی میرا اصل رہا ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ ہمیشہ مجھے اس اصل پر قائم رکھے کہ ہم سچائی کے پیچھے چلیں۔ اس کے پیچھے نہ جائیں کہ لوگوں پر ہماری باتوں کا کیا اثر ہوتا ہے۔ لوگوں پر جو بھی اثر ہو ہو۔ ہمیں نہیں چاہیئے کہ ہم سچائی کو کسی طرح چھپا دیں۔ میں جانتا ہوں کہ آج کل لوگوں میں

عادات کی خرابی

کی وجہ سے یہ نقص ہے کہ اگر کسی ایسے شخص کی کوئی نیکی بیان کی جائے جس سے ان کو شکوہ ہو۔ تو وہ سن کر کہہ دیتے ہیں پھر کیا ہوا ہر شخص میں کوئی اچھی بات بھی ہوتی ہے اور کوئی بری بھی۔ پس اس قدر شکوہ کیوں کرتے ہو۔ اس قسم کے لوگوں کے سامنے یقیناً ہمارے دلائل کمزور ہو جائیں گے اور وہ جھوٹ کہنے لگینگے کہ جب تمہارے ساتھ معاملہ کرتے ہوئے بعض حکام نے ظلم اور انصاف دونوں طرح سے کام لیا ہے تو

ظلم کو بھول جاؤ اور انصاف کو یاد رکھو

آخر غلطیاں بھی تو انسان سے ہی ہوتی ہیں۔ سچائی کی اتباع میں بیشک ہمیں ضرور دقتیں پیش آئے گی۔ مگر یہ کمزوری سچائی کو چھوڑ دینے سے کم خطرناک ہے۔ اگر لوگوں میں یہ عادت ہے کہ وہ کسی کی ایک خوبی سن کر اس کے عیوب کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ لوگوں کی اس عادت کو دور کریں نہ یہ کہ سچائی کو ہی چھوڑ دیں ہمیں

دھڑلے سے سچائی کا اظہار

کرنا چاہیئے۔ اور پھر پوری قوت سے لوگوں کے عیب کو بھی دور کرنا چاہیئے۔ ہمیں کہنا چاہیئے کہ گورنمنٹ نے فلاں غلطی کی اور ہمیں یہ بھی کہنا چاہیئے کہ گورنمنٹ نے فلاں اچھی بات کی۔ ہمیں اس بات کے کہنے سے شرمانا نہیں چاہیئے۔ کہ گورنمنٹ کے بعض افسر اچھے ہیں اور نہ یہ کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ہم ان کی نیکی کو چھپا دیں بلکہ جو افسر نیک کام کریں۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم کہیں انہوں نے نیک کام کیا اور جو افسر برا کام کریں ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم کہیں انہوں نے برا کام کیا۔ ہم صداقت قائم کرنے کے لئے دنیا میں کھڑے کئے گئے ہیں۔ اور ہمارا فرض صرف یہی نہیں کہ ہم زید اور بکر کی اصلاح کریں۔ بلکہ ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ

گورنمنٹ کی بھی اصلاح کریں

اگر ہم حکومت کے افسروں کی نیکیوں کو چھپائیں۔ تو ہمارے

Digitized by Khilafat Library

ملیریائی بخاروں میں کڑوی کونین مت استعمال کریں
اس کا نعم البدل اکسیر دافع ملیریا ہے جو کڑوی نہیں

یہ ایک بوٹی کا ست ہے جو کئی سال کی محنت دکوشش سے تیار کیا گیا ہے۔ یہ کڑوی نہیں کھانے میں آسان اور قیمت میں کونین سے بہت سستی۔ گویا نصف دنصفی کا فرق ہے۔ ایک روپیہ کی ایک تولہ جس کی ۹۶ خوراکیں ہونگی۔ حکیم مولوی نظام الدین ممتاز الاطباء قادیان ضلع گورداسپور

مذہب اور ہمارے اخلاق کا ان پر کیا اثر ہوسکتا ہے۔ وہ یہی کہیں گے کہ دنیا داروں کی طرح یہ بھی ہمارے عیب تو بیان کرتے ہیں۔ مگر خوبیاں چھپاتے ہیں۔ مگر جب ہم ان کی خوبیاں بھی بیان کریں گے اور ان کی برائیاں بھی ان کی اصلاح کے لئے ان کے سامنے رکھیں گے۔ تو ان میں سے جو نیک طبائع ہونگی وہ کہیں گی۔ یہ نمونہ بہت اچھا ہے آؤ ہم بھی یہی نمونہ اختیار کریں۔ اور جب وہ ہمارا نمونہ اختیار کریں گے۔ تو ملک میں امن قائم ہو جائے گا۔ اور چونکہ ہماری غرض نہ حکومت کو نقصان پہونچانا ہے۔ نہ پبلک کو بلکہ ہماری غرض

ملک اور قوم اور حکومت کو فائدہ

پہونچانا ہے۔ اس لئے جس ذریعہ سے نیکی اور تقوےٰ پیدا ہو۔ وہی ذریعہ ہمیں اختیار کرنا چاہیئے خواہ عارضی طور پر اس کے نتیجہ میں ہمیں کوئی تکلیف بھی پہونچ جائے۔

ہمارے ملک میں یہ عام رواج ہے۔ کہ اگر آرام سے کوئی کہے کہ مجھے فلاں نے تھپڑ مارا ہے۔ تو اس سے دوسرے کے دل میں ہمدردی پیدا نہیں ہوتی۔ لیکن اگر کوئی معمولی تھپڑ بھی مارے۔ اور دوسرا زور زور سے چیخیں مارنی شروع کردے۔ تو اوروں کے دل میں فوراً ہمدردی پیدا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہ درد سے نہیں چیخ رہا ہوتا۔ بلکہ درد پیدا کرنے کے لئے چیخ رہا ہوتا ہے۔

میں اس دفعہ دھرمسالہ کے قیام کے دوران میں ایک مرتبہ دھرمسالہ جا رہا تھا۔ تو ہمارے موٹر کے سامنے چند ہندو چیختے چلاتے ہوئے آئے اور کہنے لگے

ایک حادثہ ہوگیا ہے

ہمارا موٹر دوسرے موٹر سے ٹکرا گیا ہے میرے ساتھ چونکہ ڈاکٹر صاحب بھی تھے۔ اس لئے میں نے موٹر کو ٹھہرا لیا۔ اور ہم سب نیچے اتر آئے انہی ہندوؤں میں ایک بڈھا بھی موجود تھا وہ زور سے چیخ مار کر کہنے لگا۔ وہ عورتوں کی لاشیں پڑی ہیں۔ ان لاشوں کو تو کم سے کم آپ پٹھانکوٹ پہونچا دیں۔ یہ سنکر ہم جلدی سے وہاں پہونچے کہ دیکھیں کتنی لاشیں ہیں۔ مگر جب پاس پہونچے تو دیکھا کہ ان لاشوں نے چیخ چیخ کر آسمان سر پر اٹھا رکھا ہے۔ یعنی سب زندہ ہیں۔ اب ان عورتوں کو لاشیں اس نے اسی لئے کہا کہ عام ہندوستانی جب تک یہ نہ سنے کہ لاشیں پڑی ہیں۔ اس وقت تک وہ اپنے موٹر سے نیچے نہیں اترتا۔ اور وہ چونکہ ہمارے اخلاق سے ناواقف تھا۔ اس لئے اس نے لاشیں کہکر ہماری

ہمدردی کے جذبات

کو ابھارنا چاہا۔ خیر شیخ بشیر احمد صاحب کو ساتھ لے کر کہ وہ بھی اس سفر میں میرے ہمراہ تھے۔ موٹر میں پٹھانکوٹ گیا۔ وہاں موٹر کا انتظام کروایا گیا۔ اور پولیس کو اطلاع دی گئی۔ اور ڈاکٹر صاحب اور نیر صاحب کو ہم پیچھے چھوڑ گئے۔ تا زخمیوں کی مرہم پٹی اس عرصہ میں ہو جائے۔ (میں ضمناً یہ بھی بتا دیتا ہوں۔ کہ گورنمنٹ کا انتظام اس بارے میں خطرناک طور پر ناقص ہے۔ میں بتایا ہے کہ ان لوگوں میں سے مرا کوئی نہ تھا۔ لیکن ان میں سے ایک مریضہ پسلی میں درد کی شکائت کرتی تھی۔ اور ڈاکٹر صاحب کو خطرہ تھا کہ وہ درد ہڈی ٹوٹنے کے سبب سے نہ ہو۔ اور مہلک ثابت نہ ہو۔ اس لئے جب ہم پٹھانکوٹ پہونچے۔ تو شیخ بشیر احمد صاحب نے تفصیلاً پولیس والوں کو اصل حالات سے اطلاع دے دی۔ لیکن باوجود حالات کی نزاکت کے پولیس والے پہلے تو اس بحث میں لگے رہے کہ وہاں جائے کون۔ پھر ایک بیٹھ گیا۔ کہ لاؤ پرچہ چاک کرداؤ۔ اور بیان لکھواؤ۔ اور چالیس منٹ اس طرح ضائع کردیئے گئے۔ دنیا کی کسی مہذب حکومت میں ایسی حماقت پولیس والے نہیں کرسکتے۔ اگر انگلستان میں ایسا واقعہ ہو۔ تو وہ کان پکڑ کر ایسے پولیس والے کو نکال دیں۔ مگر

پولیس نے کافی وقت ضائع کیا

میں موٹر میں بیٹھا انتظار کر رہا تھا شیخ بشیر احمد صاحب بہت دیر کے بعد واپس آئے۔ تو میں نے ان سے دریافت کیا۔ اتنی دیر آپ نے کیوں لگائی۔ انہوں نے بتایا کہ پولیس والوں نے ضمنیاں لکھنی شروع کردی تھیں۔ اور آپس میں یہ طے کر رہے تھے۔ کہ کون اس کام کے لئے جائے۔ آخر بمشکل انہیں تیار کیا ہے۔ اب یہ تو اتفاقی بات تھی۔ کہ ڈاکٹر صاحب ہمارے ساتھ تھے۔ اور انہوں نے زخمیوں کی مرہم پٹی کی۔ لیکن اگر ڈاکٹر صاحب ساتھ نہ ہوتے تو زخمیوں کی اتنی دیر کون مرہم پٹی کرتا۔ اور اگر اس وجہ سے ان میں سے کوئی مرجاتا۔ تو اس کی ذمہ داری کس پر ہوتی۔ ایسے موقعہ پر

پہلا فرض پولیس کا

یہ ہونا چاہیئے کہ جس وقت اسے اس قسم کے حادثہ کی اطلاع ملے۔ جبری طور پر وہ کسی ڈاکٹر کو اپنے ساتھ لے۔ اور پانچ دس منٹ کے اندر اندر حادثہ کے مقام پر پہونچ جائے۔ لیکن وہاں پچاس منٹ کے بعد پولیس آئی۔ اور اتنی دیر میں آدمی مر بھی سکتا یا لاعلاج بھی ہوسکتا ہے۔ غرض ضمنی طور پر میں حکومت کو اس امر کی طرف بھی توجہ دلا دیتا ہوں کیونکہ آجکل میرے لئے اپنے خطبہ کے ذریعہ اُسے توجہ دلانا بہت آسان ہے۔ کیونکہ ہر خطبہ اسے باقاعدہ پہونچتا ہے۔ کہ اس حماقت کا اسے علاج کرنا چاہیئے۔ ایسی حماقتوں کے ہوتے ہوئے کوئی شخص

ہندوستان کی حکومت کو مہذب

نہیں کہہ سکتا۔ گورنمنٹ کو چاہیئے۔ کہ وہ پولیس والوں کو ہدائت دے۔ کہ جب انہیں کسی حادثہ کی اطلاع ملے۔ وہ رپورٹیں لکھنے نہ بیٹھ جایا کریں۔ کیونکہ وہ وقت رپورٹیں لکھنے کا نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کا پہلا فرض یہ ہے۔ کہ وہ ڈاکٹر لے کر اور مرہم پٹی کا ضروری سامان لے کر حادثہ کے موقعہ پر پہونچیں۔ یہ ابتدائی حقوق ہیں۔ جو بنی نوع انسان کے حکومت پر ہیں۔ اگر گورنمنٹ یہ حقوق ادا نہیں کرتی۔ تو وہ کوئی کام نہیں کرسکتی)

میں نے یہ واقعہ اس امر کے ثبوت کے طور پر سنایا ہے۔ کہ ہندوستانیوں میں یہ عادت ہے۔ کہ جب تک وہ مبالغہ سے کام نہ لیں۔ اس وقت تک سمجھتے ہیں بات کا اثر ہی نہیں ہوسکتا۔ اور اگر ان کے مخالف کی کوئی اچھی بات ہو۔ تو اسے بھی وہ اس لئے بیان نہیں کریں گے۔ کہ اس طرح ہماری بات کا اثر کم ہو جائے گا۔ گویا ان کے نزدیک جب تک یہ نہ کہا جائے۔ کہ

دکھ ہی دکھ ہے

اس وقت تک بات موثر نہیں ہوتی۔ مگر یہ صحیح طریق نہیں۔ اور ایک مومن تو اس طریق کو کبھی بھی اختیار نہیں کرسکتا۔ کسی شاعر نے کہا ہے ؏

عیبِ مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو

اے واعظ شراب کی خرابیاں تو تُو نے تمام بیان کردیں۔ لیکن قرآن میں یہ بھی تو لکھا ہے۔ کہ اس میں خوبیاں بھی ہیں۔ تو ان خوبیوں کا بھی تو ذکر کر۔ پس حکومت کی برائیوں کو ظاہر کرنا اس کی اصلاح کے لئے جہاں ضروری ہے۔ وہاں حکومت اگر کوئی اچھی بات کرے تو ہمیں اس کی تعریف بھی کرنی چاہیئے۔ اور

ہمارا اختلاف تو حکومت سے ہی نہیں

بلکہ حکومت کے بعض افسروں سے ہے۔ اور اس صورت میں تو یہ اور بھی زیادہ ناجائز ہے کہ ہم اس کی نیکیوں کو چھپائیں۔ اور بدیوں کو ظاہر کریں۔ پس نیکی اور بدی دونوں کا اظہار اور اقرار کرنا ایک اچھی بات ہے لیکن ہندوستانی ذہنیت اس بارہ میں اس قدر گری ہوئی ہے کہ میں نے دیکھا ہے ہماری مثالیں بھی اسی اخلاق کا آئینہ ہیں۔ کہتے ہیں کوئی دوست کسی دوست سے ملنے گیا۔ اور اس نے یہ ظاہر کرنا چاہا۔ کہ راستہ میں میں نے ایک مزیدار نظارہ دیکھا ہے۔ مگر اس پر اثر ڈالنے اور اس کی توجہ کو اپنی طرف کھینچنے کے لئے وہ کہنے لگا۔ واللہ باللہ ثم تاللہ راستہ میں اس قدر

خونریز جنگ

ہو رہی ہے۔ کہ تھانیسر بھول گیا۔ لاکھوں آدمی کٹا پڑا ہے۔ اس کے دوست کو پتہ تھا کہ یہ ہمیشہ اثر ڈالنے کے لئے بات کو بڑھا کر بیان کرتا ہے۔ اس نے پوچھا سچ سچ کہو کیا واقعہ تھا۔ وہ کہنے لگا بات یہ ہے کہ دو آدمی بُری طرح لڑ رہے تھے۔ اب یا تو لاکھوں آدمی کٹ پڑا تھا۔ یا صرف دو آدمی بڑی بُری طرح لڑ رہے تھے کا واقعہ رہ گیا۔ مگر دوست کو اس پر بھی اطمینان نہ ہُوا۔ وہ کہنے لگا اچھا کہو نہ بات کیا تھی۔ دوسرے نے جواب دیا۔ بات یہ ہے کہ راستہ میں دو بلیاں آپس میں لڑ رہی تھیں۔ یہ طریق اچھا نہیں۔ اور ہمیں اس خلق کو بدلنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور بالکل نڈر ہوکر اس طریق پر عمل کرنا چاہیئے کہ

نیکی کو نیکی اور بدی کو بدی

کہا جائے۔ بعض لوگ ڈرتے ہیں۔ کہ اگر ہم نے یہ کہا کہ گورنمنٹ نے فلاں فعل اچھا کیا ہے۔ تو لوگ کہیں گے۔ اگر گورنمنٹ کی اب اصلاح ہوگئی ہے۔ تو اس کی گذشتہ کوتاہیوں کو معاف کیوں نہیں کردیتے۔ اور پچھلی باتوں کو جانے کیوں نہیں دیتے۔ چنانچہ صرف عام لوگ ہی نہیں۔ بلکہ بعض ذمہ دار افسروں نے بھی کہا ہے۔ کہ پیچھے جو باتیں ہوچکیں سو ہوچکیں اب اگر فلاں فلاں معاملہ میں گورنمنٹ نے اپنے

Digitized by Khilafat Library

18

حسب منشا فیصلہ کر دیا ہے تو خاموش کیوں نہیں ہو جاتے۔ اس دلیل سے بھی بعض لوگ ڈر جاتے ہیں۔ مگر میں اس کا بھی جواب دے دیتا ہوں اور انہیں بتاتا ہوں کہ یہ کوئی ڈرنے کی بات نہیں۔ میں اس دلیل کی کمزوری ظاہر کرنے کے لئے

ایک مثال

بیان کرتا ہوں۔ فرض کرو ایک شخص نے کسی کا گھوڑا چرا لیا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد وہ اسی گھوڑے پر سوار ہو کر اس شخص کے پاس آیا اور کہنے لگا مجھ سے غلطی ہو گئی کہ میں نے آپ کا گھوڑا چرا لیا۔ آپ للّٰہ فی اللّٰہ مجھے معاف کر دیں آپ کی بہت ہی مہربانی ہوگی۔

گھوڑے کے مالک نے جب دیکھا کہ یہ اس کے گھوڑے پر ہی سوار ہو کر معافی طلب کرنے کے لئے آیا ہے تو وہ سمجھا کہ اب میرا گھوڑا تو مل ہی جائے گا اور جھگڑے کو کیوں طول دیں اور جیسا کہ ہمارا عام ہندوستانی طریق ہے کہنے لگا۔ اجی صاحب ہم اور آپ کیا دو ہیں غلطی تو ہر ایک سے ہو جایا کرتی ہے اور میں بھی غلطی کا پتلا ہوں آپ کو میں نے دل سے معاف کیا۔ اس پر چور کہنے لگا اچھا تو آپ نے اپنے دل سے یہ بات نکال دی۔ گھوڑے کے مالک نے جواب دیا ہاں ہاں میں نے بالکل دل سے یہ بات نکال دی ہے اب مالک تو یہ امید کر رہا تھا کہ یہ معافی مانگ کر گھوڑا مجھے واپس دے جائے گا۔ لیکن چور نے جو کچھ کیا وہ یہ تھا کہ اچھا بھائی صاحب آپ کا بہت بہت شکریہ اور گھوڑے کو ایڑ لگا کر وہ جا یہ جا۔ مالک بیچارہ منہ دیکھتا کا دیکھتا رہ گیا بتاؤ۔

کیا یہ معافی ہو سکتی ہے۔

اگر گورنمنٹ کے وہ افسر جنہیں شکوہ ہے کہ ہم پچھلی باتوں کو بھلا کیوں نہیں دیتے چاہتے ہیں کہ ہم انہیں معاف کر دیں تو ہم آج بھی انہیں معاف کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن وہ ہمارے نقصان کا ازالہ بھی تو کریں۔ نقصان ہمیشہ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جن کا ازالہ نہیں ہو سکتا اور ایک وہ جن کا ازالہ ہر وقت ہو سکتا ہے جن کا ازالہ نہیں ہو سکتا۔ ان کے متعلق وہ معافی مانگ لیں۔ اتنا ہی کافی ہے لیکن جن کا ازالہ ہو سکتا ہے۔ ان کا ازالہ کر دیں تو آج ہی تمام جھگڑا ختم ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ افسر جن کے خلاف ہمیں شکوہ ہے یہ چاہیں کہ لفظوں سے ہمیں خوش کر دیں لیکن ہمارے نقصان کی تلافی نہ کریں تو یہ معافی معافی نہیں کہلا سکتی۔ ہمیں جو نقصان پہنچے ہیں ان میں سے گو بعض ایسے ہیں۔ جن کی تلافی نہیں ہو سکتی۔ مگر بعض ایسے بھی ہیں۔ جن کی تلافی ہو سکتی ہے۔ جن کی تلافی نہیں ہو سکتی ان کے متعلق ہم بھی انہیں مجبور نہیں کرتے۔ لیکن جن کی تلافی ہو سکتی ہے۔ جب تک وہ اس کا ازالہ نہ کریں گے۔ اس وقت تک ہمارا اور ان افسروں کا جھگڑا ختم نہیں ہو سکتا۔

مسٹر کھوسلہ کے فیصلہ کے خلاف جماعت میں جوش

تیسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مسٹر کھوسلہ کے فیصلہ کے متعلق طبائع میں جو جوش ہے وہ جوش کسی صورت میں دب نہیں سکتا بلکہ یہ ابھرتا اور بار بار ظاہر ہوتا ہے پچھلے دنوں قادیان میں بعض لوگوں نے زور شور سے تقریریں کیں۔ بعض نے قربانیوں کے ڈراوے دئے۔ بعض نے حکومت سے شکوہ کیا۔ حکومت سے یہ شکوہ بالکل بجا اور درست ہے اور میں خود بھی اس کا مؤید ہوں مگر حکومت سے صرف چند افسر مراد ہیں۔ ساری برطانوی حکومت مراد نہیں۔ کیونکہ اس فیصلہ میں سارے برطانیہ کا دخل نہیں اگر ہم اب کہیں تو یہ جھوٹ ہو جائے گا۔ پنجاب کے بعض افسروں کا اس معاملہ میں دخل ضرور ہے۔

مگر اسی پنجاب میں بیسیوں انگریز افسر ہیں جن کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ مثلاً فیروزپور۔ جھنگ۔ ملتان اور دوسرے کئی ضلعوں کے انگریز افسروں کا اس سے کیا تعلق ہے؟ پھر ساری پنجاب گورنمنٹ کا بھی اس میں دخل نہیں کسی ایک حصہ کا ہے پس میں نہیں سمجھ سکتا کہ بعض مقرروں نے یہ کس طرح کہہ دیا کہ

ہم برطانیہ سے ناراض ہیں

برطانیہ پر ابھی ہم نے حجت پوری نہیں کی جب تک ہم اس پر حجت پوری نہ کر لیں ہمارا ہرگز یہ حق نہیں کہ ہم اپنی ناراضگی کو وسیع کریں۔ ہماری ناراضگی ان افسروں پر ہے جن پر حجت تمام ہو گئی ہے مگر انہوں نے ہمارے نقصانات کے ازالہ کی کوئی پروا نہیں کی۔ لیکن اگر ہم حجت پوری کر دیں۔ تب بھی برطانیہ کے وہ شریف آدمی جن کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی تعریف کی ہے۔ ہم ان کی کس طرح مذمت کر سکتے ہیں بھلا

کرنل ڈگلس کی موجودگی

میں ہم انگریزی قوم کی کس طرح مذمت کر سکتے ہیں۔ یا

سر ایچسن سابق لفٹنٹ گورنر

جیسے آدمی جس قوم میں ہوں اس قوم کی ہم کس طرح مذمت کر سکتے ہیں۔ یہ گورنر ہو کر جب پنجاب میں آئے تو آتے ہی انہیں سرطان کا مرض لاحق ہو گیا ڈاکٹروں نے انہیں کہہ دیا کہ وہ جلدی مر جائیں گے چنانچہ چھ ماہ کے بعد وہ مر گئے۔ جب یہ پنجاب میں آئے تو انہوں نے آتے ہی ایک نوٹ لکھا جس کی اسی وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اطلاع ہو گئی۔ غالباً ۱۸۹۷ء کے آخر کی بات ہے انہوں نے اس نوٹ میں لکھا کہ جماعت احمدیہ ایک نہایت ہی وفادار جماعت ہے۔ لیکن ہماری گورنمنٹ اسے ہمیشہ شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھتی رہی ہے اگر میں زندہ رہا۔ تو میں پہلا کام یہ کروں گا کہ اس ظلم کو دور کر دوں اس قسم کے

شریف الطبع لوگوں کی موجودگی میں

ہم ساری انگریزی قوم کو کس طرح برا کہہ سکتے ہیں۔ بلکہ آج بھی ایسے انگریز موجود ہیں جو ہم سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ میں پنجاب گورنمنٹ کو بھی ہم برا نہیں کہہ سکتے صرف ان افسروں کو برا کہہ سکتے ہیں جن سے ہمیں نقصان پہنچا۔ پس

اپنے شکوے کو وسیع نہ کرو

اور ساری برطانی حکومت کو الزام نہ دو۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض مقرروں نے کہا کہ برطانوی نمائندوں نے ہمارے مبلغین کی کبھی مدد نہیں کی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مولوی جلال الدین صاحب شمس کی انہوں نے مدد نہیں کی۔ لیکن بعض برطانوی نمائندوں نے مدد کی بھی ہے مثلاً روس میں جو ہمارے مبلغ گئے تھے ان کی نہایت تکلیف دہ اوقات ہیں

انگریزی قونصلوں نے مدد کی

بعض دفعہ قرض کے طور پر روپیہ بھی دیا اور ہماری ہدایتوں کے مطابق انہیں واپس پہنچایا پس یہ غلط بیانی اور جھوٹ ہوگا اگر یہ کہا جائے کہ برطانوی نمائندوں نے ہماری کبھی مدد نہیں کی۔ برطانوی نمائندوں میں سے جنہوں نے ہماری مدد کی وہ

شریف انسان اور سچے برطانوی

تھے اور جنہوں نے ہماری مدد نہیں کی وہ ذلیل انسان اور جھوٹے برطانوی تھے انہی دنوں تحریک جدید کے ماتحت سپین میں جو ہمارا آدمی گیا ہوا ہے انگریزی قونصل نے اس سے اظہار ہمدردی کیا اور کہا کہ چونکہ لڑائی ہو رہی ہے اس لئے میں تمہارے لئے سپین سے باہر جانے کا انتظام کر دیتا ہوں اور تم مطمئن رہو کہ تمہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوگی مگر اس نے کہا میں تو مرنے کے لئے ہی آیا ہوں میں یہاں سے نہیں جا سکتا اور میں تو چلا ہی اس نیت سے تھا کہ قربانی کروں گا پس اگر میری

جان کی قربانی

کی ضرورت ہے تو میں یہاں سے کس طرح جا سکتا ہوں پھر انگریزی قونصل نے اسے یقین دلایا کہ ہم ہر طرح تمہارا خیال رکھنے کیلئے تیار رہیں ہم نے اپنے مبلغ کا حال معلوم کرنے کیلئے جو تار دیا اس کا بھی اس نے ہماری تشفی کے لئے تار میں ہی جواب دیا حالانکہ وہ خط بھی لکھ سکتا تھا تو برطانیہ کے اندر اب بھی شرفاء موجود ہیں اور یہ

بالکل غیر شریفانہ رویہ

ہوگا۔ اگر بعض کے نقص کی وجہ سے ہم ان کے اچھے آدمیوں کی بھی مذمت کرنے لگ جائیں میرے نزدیک نیشنل لیگ کو بجائے حکومت کا شکوہ کرنے کے

کچھ اپنا اور کچھ مرکزی لیگ کا شکوہ

کرنا چاہیئے تھا اور کہنا چاہیئے تھا کہ ہمارا قصور زیادہ ہے کہ ہم نے اب تک کچھ نہیں کیا۔ گورنمنٹ ڈرتی کسی حقیقت سے ہے جب اسے پتہ ہو کہ لوگ کہتے تو ہیں مگر کرتے کچھ نہیں تو وہ انہیں ڈرتی سمجھتے ہیں کسی شخص نے اپنے باورچی خانہ کو دروازہ لگا دیا۔

Digitized by Khilafat Library

کیونکہ کتے اس کا کھانا وغیرہ کھا جاتے تھے جب کتوں نے دیکھا کہ باورچیخانہ کو دروازہ لگ گیا ہے۔ تو وہ سب مل کر رونے لگے ایک بڈھا کتا آیا اور پوچھنے لگا کیا بات ہے وہ کہنے لگے ہم اسی باورچیخانہ سے پلتے تھے۔ مگر وہاں دروازہ لگا دیا گیا ہے۔ اب ہم کیا کریں گے۔ وہ کہنے لگا بیوقوفو دروازہ تو لگ گیا۔ مگر اسے بند کون کرے گا۔ تو ڈرنے کی آخر کوئی وجہ بھی ہوا کرتی ہے۔ جب دوسروں پر یہ اثر ہو۔ کہ یہاں باتیں ہی باتیں ہیں۔ کرتے کراتے کچھ نہیں۔ تو وہ ڈر کس طرح سکتے ہیں۔ نیشنل لیگ کو اس عرصہ میں نے بار بار کہا۔ کہ تم اسلام اور قانون کی حدود کے اندر رہتے ہوئے بہت کچھ کر سکتے ہو۔ مگر اس نے کچھ نہیں کیا۔ اگر وہ

اسلام اور قانون کے اندر

رہتے ہوئے کچھ کرتے اور انہیں ناکامی ہوتی۔ تو وہ مجھ پر الزام لگاتے۔ مگر یہاں یہ حالت ہے۔ کہ پہیے کو ربنی اور پھر جس طرح غبارہ اڑ جاتا ہے۔ وہ کور غائب ہو گئی اب مولوی عطاء اللہ صاحب کے آنے کا خیال تھا۔ تو پھر کور ظہور میں آ گئی۔ ایسی کور جو مولوی عطاء اللہ صاحب کے آنے پر بنتی ہے۔ بخاری کور ہی کہلا سکتی ہے۔ احمدی کور تو نہیں کہلا سکتی۔

میں چونکہ اب فیصلہ کر چکا ہوں۔ کہ نیشنل لیگ کے افراد سے سکیم کی بات نہیں کروں گا۔ کیونکہ اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس لئے افراد تو نہیں۔ لیکن اگر

نیشنل لیگ کا نمائندہ وفد

میرے پاس آئے۔ تو میں اب بھی کام کرنے کے لئے ایک سکیم اس کے سامنے رکھ سکتا ہوں۔ جوں جوں ترقی ہوتی جائے گی۔ اس سکیم میں بھی اضافہ ہوتا جائیگا۔ اور وہ سکیم ایسی ہوگی۔ جو اسلام اور رائج الوقت قانون کے مطابق ہوگی اب تک میں نے اس سکیم کو اسلئے ان کے سامنے نہیں رکھا۔ کہ میں چاہتا تھا۔ وہ اپنی عقل استعمال کریں۔ لیکن چونکہ انہوں نے اپنی عقل سے کام نہیں لیا۔ اس لئے وہ اب بھی میرے پاس آجائیں۔ میں انہیں سکیم بتا دونگا۔ اسی سلسلہ میں میرے پاس شکائت کی گئی ہے کہ نیشنل لیگ کے حال کے جلسہ کے بعد ممبروں میں ایسی باتیں دیکھنے میں آئی ہیں۔ جو

اسلام اور احمدیت کے وقار کے خلاف

ہیں۔ مثلاً کاغذ کی ٹوپیاں ہیں۔ جو سروں پر پہن رکھی ہیں۔ اور ان پر کچھ فقرے۔ لکھے ہوئے ہیں۔ جن کا کچھ بھی فائدہ نہیں۔ اور پھر وہ ٹوپیاں بعض معذوروں کو پہنا دی گئی ہیں۔ جیسے اسی قسم کی ٹوپی میاں شمس الدین صاحب معذور کے سر پر بھی رکھ دی گئی ہے۔ شکائت کنندہ صاحب کہتے ہیں۔ یہ ایسی ہی بات ہے۔ جیسے زمیندار اخبار والے ایک معمولی حیثیت کے شخص کا نام اخبار کی پیشانی پر بطور ایڈیٹر لکھ دیتے تھے۔ اور خود تمام کام کرتے تھے جس وقت کسی مضمون کی بناء پر جیل میں جانے کا وقت آتا تو وہ معمولی حیثیت کا آدمی اندر چلا جاتا۔ اور ایڈیٹر صاحب باہر دندناتے پھرتے۔ اسی قسم کی حرکت میاں شمس الدین صاحب معذور کے سر پر ٹوپی رکھ کر کی گئی ہے۔ اور ٹوپی پہنانے والے نے سمجھا ہے۔ کہ اگر جیل میں جائے گا۔ تو شمس الدین جائے گا۔ لکھنے والا تو گھر بیٹھا رہیگا۔ میں سمجھتا ہوں۔ اگر کسی نے اس نیت سے اسے ٹوپی پہنائی ہے۔ کہ پکڑا وہ جائے گا۔ اور میں گھر میں بیٹھا رہوں گا۔ تو وہ نہائت پاجی نہائت خبیث اور نہائت نالائق انسان ہے۔ لیکن اگر کسی نے تمسخر کے ساتھ اس کے سر پر ٹوپی رکھ دی ہے۔ تب بھی میں اُسے کہوں گا۔ کہ تو نے بڑی نادانی کی

دینی معاملات میں تمسخر جائز نہیں

ہوتا۔ لیکن اگر یہ اعتراض کرنے والا سمجھتا ہے کہ اس قسم کے فقرات کے نتیجہ میں قانونی رنگ میں کوئی الزام عائد ہو سکتا ہے۔ تو وہ بھی غلطی کرتا ہے نیشنل لیگ نے مسٹر کھوسلہ کے فیصلہ کے متعلق حکومت کو بار بار توجہ دلائی۔ ہائی کورٹ نے اس فیصلہ کو رد کیا لیکن وہ فیصلہ آجتک شائع ہوتا ہے اور اس سے روکا نہیں جاتا۔ بلکہ حکومت نے نیشنل لیگ کے صدر کو صاف کہا ہے۔ کہ ہم نے قانونی مشورہ لیا ہے ہم اس کی اشاعت کو روک نہیں سکتے پس اگر مسٹر کھوسلہ کے فیصلہ کی اشاعت کو گورنمنٹ روک نہیں سکتی۔ تو مسٹر کولڈسٹریم کے فیصلہ کو وہ کس طرح روک سکتی۔ اور اس کے فقرات کے استعمال کو وہ قانونی رنگ میں کس طرح زیر الزام لا سکتی ہے پس بے شک اس فیصلہ کو چھتوں پر لکھ لیا جائے اس میں کوئی حرج نہیں۔ پس اس دوست کو تسلی رکھنی چاہیئے۔ کہ میاں شمس الدین جیل میں نہیں جائے گا۔ بلکہ وہیں بیٹھا رہے گا۔

باقی رہا یہ کہ نیشنل لیگ کا یہ فعل وقار کے خلاف ہے۔ ایک حد تک میں بھی اس سے متفق ہوں۔ آج ہی راستہ میں میں نے بہت سے والنیٹروں کو

سروں پر کاغذ کی ٹوپیاں

پہنے دیکھا ہے۔ اور اب بھی میرے سامنے اس قسم کی ٹوپیاں پہنے ہوئے والنیٹر بیٹھے ہیں۔ مجھے تو ان کو دیکھ کر یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا بھانمتی کا تماشہ ہے بھلا اس قسم کے تماشہ سے کیا بن سکتا ہے۔ اس فیصلہ کے متعلق بتانا تو ایک ہندو کو ہے کہ یہ فیصلہ غلط ہے۔ اور ہائی کورٹ اس فیصلہ کو رد کر چکی ہے۔ اس فیصلہ کے متعلق بتانا تو ایک سکھ کو ہے۔ کہ یہ فیصلہ غلط ہے۔ اور ہائی کورٹ کا ایک جج اس فیصلہ کو رد کر چکا ہے اس فیصلہ کے متعلق بتانا تو ایک عیسائی کو ہے کہ یہ فیصلہ غلط ہے۔ اور مسٹر کھوسلہ سے بھی بڑا جج اس فیصلہ کو باطل کر چکا ہے۔ مگر کاغذ کی ٹوپیاں پہنے ہوئے نوجوان بیٹھے یا کھڑے میرے سامنے ہیں۔ گویا مجھے بھی اس بات میں شبہ ہے۔ کہ یہ فیصلہ غلط ہے یا صحیح۔ اور لطیفہ یہ ہے کہ کور کے ممبر وردیاں پہنے اور ہاتھ میں ڈنڈے لئے کھڑے ہیں۔ لیکن سر پر کاغذ کی ٹوپیاں رکھی ہیں۔ مجھے اس پر

ایک لطیفہ

یاد آگیا۔ اور جب میں خطبہ پڑھانے آرہا تھا۔ تو اس وقت بھی اس لطیفہ کا تصور کرکے اور کور کے ممبروں کو دیکھ دیکھ کر میرے لبوں پر مسکراہٹ آجاتی تھی۔ ایک دفعہ یہاں غیر احمدیوں کا جلسہ ہوا۔ انہوں نے بڑا مجمع کیا۔ ہماری تعداد اس وقت تھوڑی تھی۔ اور ہمیں ان کی طرف سے خطرہ تھا۔ ہم نے بھی اس کے مقابلہ میں اپنا انتظام کیا۔ اور پہرے دار لگا دیئے جو ادھر ادھر چکر کاٹتے تھے۔ یہاں ایک بابا ہَیھ ہوتے ہیں۔ ان کی عادت ہے۔ کہ مجلس میں بیٹھے بیٹھے زور سے ان کی ہیھ کی آواز نکل جاتی ہے۔ وہ پہلے کسی زمانہ میں ذکر الٰہی کرتے رہے ہیں۔ اور ذکر الٰہی کی اس عادت کی وجہ سے اب ان کے سینہ سے بعض دفعہ بے اختیار ہیھ کی آواز زور سے نکل جاتی ہے۔ اور بعض دفعہ اس زور سے نکلتی ہے۔ کہ کئی لوگ اسے سن کر کانپ جاتے ہیں۔ جلسہ کے دن عصر کے بعد میں نماز پڑھا کر گول کمرہ میں جہاں منتظمین کا دفتر تھا۔ مشورہ کے لئے گیا۔ وہاں میں اور دردؔ صاحب اور میاں بشیر احمد صاحب بیٹھے تھے۔ میرا لڑکا مبارک احمد اس وقت کوئی ساڑھے سات سال کا تھا۔ وہ بھی وہاں تھا۔ اور بھی

کئی لڑکے ہم نے وہاں کھڑے کئے ہوئے تھے تا کہ بوقت ضرورت ادھر ادھر پیغام پہونچائیں میں آکر بیٹھا ہی تھا کہ وہ بابا صاحب جن کا نام ہی لوگوں نے بابا ہیھ رکھ دیا ہوا ہے۔ مسجد سے اترتے ہوئے بیتاب ہو گئے۔ اور انہوں نے زور سے ہیھ کی آواز نکالی۔ جسے سنکر کئی لوگ کانپ گئے۔ ان کی اس آواز کو سن کر میرا لڑکا مبارک احمد دوسرے لڑکوں کے پاس گیا۔ اور انہیں ایک قطار میں کھڑا کرکے کہنے لگا۔ تم سپاہیوں کی طرح کھڑے ہو جاؤ۔ پھر نہائت سنجیدگی سے کہنے لگا۔ کہ ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ اور وہ یہ ہے کہ سپاہیوں کو افسر قطار میں کھڑا کر دیتے ہیں۔ اور پھر حکم دیتے ہیں۔ اٹنشن اور وہ اس حکم کو سنکر بالکل چست ہو کر ساکت کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اب ایسے موقعہ پر جبکہ افسر فوج کو کھڑا کرکے اٹنشن کا حکم دے رہا ہو۔ اور یہ باباجی وہاں آکر ہیھ کر دیں۔ تو بجائے چست ہو کر کھڑا ہونے کے سب سپاہی کانپ جائیں گے۔ اور صفیں خراب ہو جائیں گی۔ پس اس ہیھ کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آتا۔

یہ لطیفہ آج مجھے بار بار یاد آتا ہے۔ کور کے ممبر اٹنشن ہو کر کھڑے ہیں۔ مگر سروں پر تماشہ رکھا ہوا ہے۔ یہ بات فی الواقعہ

وقار کے خلاف

ہے۔ لیکن اس موقعہ پر میں یہ بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ وقار کی بھی تشریح کر دوں۔ کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ وقار کے لفظ کے رعب سے کئی دوست سچی خدمت سے محروم نہ ہو جائیں۔ لیکن چونکہ اب عصر کا وقت قریب آرہا ہے۔ اس لئے اگر اللہ تعالےٰ نے مجھے توفیق دی تو اگلے جمعہ میں میں اس مضمون کو بیان کروں گا۔ اور اس پر علمی بحث کروں گا۔ تا ایسا نہ ہو کہ جماعت کے لوگ

سست اور غافل

ہو جائیں۔ اور جو کام وہ کر رہے ہیں وہ بھی چھوڑ دیں۔ اگر اللہ تعالےٰ نے مجھے توفیق دی تو اگلے جمعہ میں میں یہ بتاؤں گا۔ کہ وقار کے کیا معنے ہیں۔ وقار کا کس حد تک خیال رکھنا چاہیئے۔ اور کس حد تک وقار وقار نہیں۔ بلکہ بے حیائی بن جاتا ہے۔ فی الحال میں یہی کہہ سکتا ہوں۔ کہ بعض ایسی باتیں ہیں۔ جنہیں لوگ بے وقاری کا موجب سمجھتے ہیں۔ حالانکہ وہ وقار کا موجب ہوتی ہیں۔ اور کئی باتیں ہیں۔ جنہیں

Digitized by Khilafat Library

مندرجہ ذیل جائدادیں فروخت ہوتی ہیں

صدر انجمن احمدیہ قادیان نے بحوالہ ریزولیشن ۱۵ مورخہ ۹/۲۱ - ۳۶ مندرجہ ذیل اراضیات اور مکانات کو جو صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ملکیت ومقبوضہ ہیں۔ ان کو فروخت کر دینے کا فیصلہ فرمایا ہے۔ لہذا یہ فہرست احباب جماعت کی آگاہی کے لئے شائع کی جاتی ہے۔ جو دوست اس میں سے کوئی جائداد خریدنا چاہتے ہوں۔ وہ اطلاع دیں۔ نیز جو دوست خود نہ خریدنا چاہتے ہوں۔ وہ ان اراضیات ومکانات کے خریدار بنانے کی کوشش کریں۔ اور جب کوئی صاحب مندرجہ فہرست میں سے کوئی مکان یا زمین لینے کے لئے تیار ہوں۔ تو اس کی اطلاع دفتر جائداد میں بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ بہر صورت یہ کام مقامی دوستوں کی امداد اور تعاون سے جلد ہو سکتا ہے۔ ناظم جائداد صدر انجمن احمدیہ قادیان

(۱) ۲۴/۸ کنال اراضی زرعی واقعہ موضع سوہادہ تحصیل پھالیہ ضلع گجرات

(۲) ۶۹ کنال اراضی زرعی واقعہ موضع راہوں ضلع جالندھر

(۳) مکان موسومہ چودہری نصر اللہ خانصاحب مرحوم والا واقعہ محلہ دارالعلوم قادیان

(۴) اراضی زرعی ۱۱ کنال ۵ مرلہ واقعہ موضع گلانوال تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور

(۵) اراضی زرعی ۳ کنال ۴ مرلہ واقعہ موضع حمزہ تحصیل وضلع امرتسر

(۶) اراضی زرعی نہری ۲۶ کنال واقعہ موضع ہلال پور۔ ضلع شاہ پور سرگودہا

(۷) اراضی زرعی ۳ کنال واقعہ موضع چبہ سندھواں۔ ضلع گوجرانوالہ

(۸) اراضی زرعی ۶ کنال ۳ مرلہ واقع موضع اجمیر تحصیل دسوہہ ضلع ہوشیارپور

(۹) اراضی زرعی ۲۸ کنال ۱۰ مرلہ چاہی نہری واقعہ موضع ڈہورہ ہمایہ تحصیل جامپور ضلع ڈیرہ غازیخان

(۱۰) اراضی ۔۔ کنال وایک مکان خورد واقعہ موضع سڑوعہ ضلع ہوشیارپور

(۱۱) اراضی نہری ۸۶ کنال ۵ مرلہ واقعہ چک ۲۲۶ گ ب تحصیل سمندری ضلع لائلپور

(۱۲) اراضی زرعی ۔۔ کنال ۳ مرلہ واقعہ موضع رائے پور ضلع سیالکوٹ

(۱۳) اراضی زرعی ۲۰ کنال واقعہ موضع تلونڈی عنایت خاں ضلع سیالکوٹ

(۱۴) اراضی نہری ۱۵ کنال ۱۶ مرلہ واقعہ موضع گوکھووال ضلع لائل پور

(۱۵) ایک مکان واقعہ اندرون قصبہ قادیان

(۱۶) اراضی زرعی ۴ کنال واقعہ موضع ہمبڑاں ضلع لدھیانہ

(۱۷) اراضی زرعی آمدہ از حساب وصیت مولوی عبد السلام صاحب مرحوم ومولوی عبد المنان صاحب واقعہ موضع کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیارپور

(۱۸) اراضی زرعی ۱ کنال واقعہ موضع وڈالہ بانگر تحصیل وضلع گورداسپور

(۱۹) اراضی نہری ۔۔ کنال ۱۱ مرلہ واقعہ موضع محمد آباد تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائل پور

(۲۰) اراضی بارانی ۔۔ کنال واقع موضع اورا ضلع سیالکوٹ

(۲۱) اراضی ۔۔ کنال واقعہ موضع پکا گڑھ ضلع سیالکوٹ

(۲۲) مکان ۱۲ کنال ۱۳ مرلہ واقعہ موضع بھوگلانہ ضلع ہوشیارپور

(۲۳) مکان پختہ واقعہ محلہ دارالفضل قادیان

(۲۴) اراضی زرعی ۔۔ کنال ۷ مرلہ واقعہ موضع ٹھٹھہ صوبہ سرحد

(۲۵) اراضی سکنی ۱۴ مرلہ واقعہ بستی بلوچاں مشمولہ شیخوپورہ

(۲۶) مکان پختہ واقعہ کیریاں ضلع ہوشیارپور

ذیل کی جائدادیں صدر انجمن کی ملکیت نہیں۔ بلکہ رہن باقبضہ ہیں۔ جو دوست لینا چاہیں گے۔ انکے حق میں رہن در رہن کردی جائینگی۔

(۲۷) مکان موسومہ بابو وزیر خانصاحب والا واقعہ محلہ مسجد فضل قادیان بالعوض مبلغ ۔۔ روپیہ

(۲۸) مکان موسومہ مبارک علی والا واقعہ محلہ دارالرحمت قادیان بالعوض مبلغ ۔۔ روپیہ

(۲۹) اراضی زرعی ۶۳ کنال ۱۹ مرلہ واقعہ احمد آباد نواں پنڈ قادیان بالعوض مبلغ ۔۔

(۳۰) اراضی زرعی چاہی وبارانی ۔۔ کنال ۵ مرلہ واقعہ موضع دیول متصل الکوال ضلع گورداسپور بالعوض مبلغ ۔۔

(۳۱) ایک حصہ مکان واقعہ محلہ دارالانوار بالعوض مبلغ ۔۔

(۳۲) ایک پختہ مکان موسومہ ...... واقعہ دارالعلوم قادیان جس کے تین اطراف میں بڑی بڑی سڑکیں ہیں۔ اور دوکانیں بھی ہیں۔ جو کرایہ پر چڑھی ہوئی ہیں۔ بالعوض مبلغ ۵۰۰۰

(۳۳) قطعہ اراضی سفید بحدود چاردیواری ۵ مرلہ واقعہ محلہ دارالفضل قادیان بالعوض مبلغ ۔۔

امریکن کمرشل کمپنی بمبئی نمبر ۱۱

جس کے کارکن احمدی ہیں

مستعمل کوٹ اور کٹ پیس کی گانٹھیں

کمپنی ہذا سے امریکن مستعمل کوٹ اور نیا کٹ پیس تھوک (ارزاں نرخ) پر منگوا کر منفعت بخش تجارت کیجئے۔ کوٹوں کی تجارت سے ایک محنتی آدمی قلیل سرمایہ سے موسم سرما میں سال بھر کی روزی پیدا کر سکتا ہے۔ مفصل حالات اور فہرست طلب کیجئے ٭

مینیجر دی امریکن کمرشل کمپنی (رجسٹری شدہ) بمبئی نمبر ۱۱

تپ دق کا علاج

دق کی بیماری پھیپھڑے کی ہو یا آنتوں کی اس کے لئے کندن کا طریقہ علاج شرطیہ طور پر دوسرے تمام علاجوں سے زیادہ مفید اور زیادہ کامیاب ثابت ہوا ہے۔ اس تیر بہدف طریقہ علاج کی پوری تفصیل معلوم کرنے کے لئے نیچے کے پتہ سے رسالہ "تپدق کا علاج" مفت منگا کر پڑھیں۔ اور بیمار کا قیمتی وقت ضائع کرنے کی بجائے اس بیماری کے لئے دنیا کے سب سے بہتر علاج سے فائدہ اٹھائیں۔

کندن کیمیکل ورکس نئی دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ھو الناصر ھو الشافی

میں مطب نوازی کی صدمایہ ناز ودیرینہ مجرب ایجاد

"موٹاپا دور"

ہوں۔ وہ لوگ جو مہینہ مہینہ بھر صرف اس لئے کہ ہمارا موٹاپا دور ہو جائے۔ خوراک نہیں کھاتے۔ میں ان کے لئے بلا پرہیز بلا ضرر آب حیات ہوں۔ ہر روز ۶ اونس (۱۵ تولہ) وزن کم کرتا ہوں۔ میرے استعمال سے بعد از ولادت بڑھا ہوا پیٹ بھی اصلی حالت پر آجاتا ہے۔ میرا استعمال صحت کو بحال رکھتا ہوا جسم پھرتیلا بناتا ہے۔ مجھے زن ومرد استعمال کرکے بفضل خدا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ میری کم قیمت غربا اور امرا کے لئے پسندیدہ ہے۔ میں ریل میں بیٹھ کر دور دور کی سیر کرتا ہوں۔ اے خداوند کریم مجھ سے ہر ایک بیمار کو شفا حاصل ہو۔ کہ تو شافی ہے۔ میری مکمل قیمت ایک ماہ کے لئے پانچ روپے محصول ۹ آنے ہے ٭

نوٹ:۔ مکمل حالات لکھا کریں۔

پتہ مردانہ:۔ مردانہ مطب نوازی کھوڑا انبالہ

پتہ زنانہ:۔ زنانہ مطب نوازی گھوڑا انبالہ

Digitized by Khilafat Library

دوستوں کے فائدہ کی بات

چھ ماہی رعایت ۱۵ ستمبر ۱۹۳۶ء سے ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۶ء تک جو خطوط ڈاک میں پڑیں گے۔ ان کو یہ سنہری موقعہ ہے

حبوب عنبری رجسٹرڈ

یہ گولیاں۔ عنبر۔ مشک۔ موتی۔ زعفران اور دیگر قیمتی اجزا سے مرکب ہیں ان کا استعمال ان لوگوں کے لئے ہے۔ جن کی قوت رجولیت کم ہو چکی ہو۔ اعصاب سست پڑ گئے ہوں دل ٹھنڈا ہو گیا ہو سر درست گیا ہو۔ چہرہ بے رونق حافظہ کمزور۔ اعضائے رئیسہ سست پڑ گئے ہوں۔ کمر درد کرتا ہو کام نے کو جی نہ چاہتا ہو۔ ایسی حالت میں حبوب عنبری کا استعمال بجلی کا اثر دکھاتا ہے۔ گئی ہوئی قوت واپس آجاتی ہے۔ حرارت عزیزی تیز ہو جاتی ہے۔ دل میں خوشی و سرور پیدا ہوتا ہے اعصاب یعنی پٹھے طاقتور ہو جاتے ہیں۔ اعضائے رئیسہ دشریفہ دل و دماغ طاقتور ہو جاتے ہیں جسم فربہ اور چست و چالاک ہو جاتا ہے گویا ضعیفی کی دشمن ہے۔ جوانی کی محافظ ہے حاجتمند آزمودہ کریں۔ حبوب عنبری کے ایک بار کھانے سے چالیس سال تک مقوی ادویات سے چھٹی ہوتی ہے قیمت ایک ماہ کی خوراک ۶۰ گولی پندرہ روپیہ رعایتی تیرہ روپیہ المشتہر: نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

حب اطہرا رجسٹرڈ

محافظ جنین — اسقاط حمل کا مجرب علاج ہے

جن کے بچے پیدا ہو کر فوت ہو جاتے ہیں۔ یا حمل گر جاتے ہیں۔ یا مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں یا جن کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور لڑکیاں زندہ رہتی ہیں۔ لڑکے اول تو کم پیدا ہوتے ہیں اور پھر معمولی صدمہ سے فوت ہو جاتے ہیں یا ان بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ سبز پیلے دست قے تشنج سجا رمنو بتہ۔ سوکھا۔ بدن پر پھوڑے پھنسی۔ چھالے نکلنا۔ بدن پر خون کے دھبے پڑنا وغیرہ میں مبتلا رہ کر داعی اجل ہوتے ہیں۔ ایسے وقت میں والدین پر جو صدمہ گزرتا ہے۔ خدا وند کریم اس سے ہر ایک کو محفوظ رکھے آمین۔ اس بیماری کو اطہرا کہتے ہیں۔ اس کے لئے حکیم نظام جان اینڈ سنز شاگرد قبلہ امام نور الدین صاحب شاہی طبیب سرکار جموں و کشمیر کی مجرب حب اطہرا رجسٹرڈ حضور کے ارشاد سے خلق خدا کی بہتری کے لئے تیار کر کے اس کا فیض عام کیا ہوا ہے جو ۱۹۱۰ء سے آج تک جاری ہے ہزاروں گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں۔ اب جن کے گھروں میں اطہرا کی بیماری نے ڈیرا جمایا ہوا ہے۔ وہ خدا پر بھروسہ کر کے۔ اور حب اطہرا رجسٹرڈ فوراً استعمال کرا دیں اس کے استعمال سے بفضل خدا بچہ ذہین خوبصورت۔ تندرست۔ مضبوط۔ اطہرا کے اثر سے محفوظ پیدا ہوتا ہے اور والدین کیلئے ٹھنڈک قلب اور باعث شکریہ ہوتا ہے اطہرا کے مریضوں کو حب اطہرا رجسٹرڈ کے استعمال میں دیر کرنا گناہ ہے مکمل خوراک گیارہ تولہ یکدم منگوانے پر للعہ روپے نصف منگوانے پر للعہ روپے اس سے کم عہ فی تولہ علاوہ محصولڈاک
المشتہر: حکیم نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

حب نظامی رجسٹرڈ

یہ گولیاں موتی مشک زعفران۔ کشتہ یشب۔ عقیق مرجان وغیرہ سے مرکب ہیں۔ پٹھوں کو طاقت دینے میں بے مثل ہیں۔ حرارت عزیزی کے بڑھانے میں بے حد اکسیر ہیں۔ جس پر انسان کی صحت کا دارومدار ہے۔ طاقت مردمی کے بڑھانے میں لاجواب ہیں۔ کمزوری کی دشمن ہیں طاقت و توانائی کی دوست ہیں۔ دل و دماغ جگر سینہ۔ گردہ مثانہ کو طاقت دیتی اور امساک پیدا کرتی ہیں۔ قوت باہ کے لئے پور لا کے لئے خاص تحفہ ہے قیمت ایک ماہ کی خوراک ۶۰ گولی چھ روپیہ رعایتی ۵ روپے۔

تریاق معدہ

یہ ایسا لاجواب مفید ترین پوڈر ہے۔ جس کے استعمال سے پیٹ کی ہر قسم کی شکایت کافور ہو جاتی ہے۔ درد شکم اپھارہ۔ بدہضمی۔ گڑگڑاہٹ کھٹے ڈکار۔ متلی۔ قے۔ بار بار پاخانہ آنا۔ درد ہیضہ کے لئے تو اکسیر اعظم ہے۔ آج کل کے موسم کے لئے اس کا ہر گھر میں رہنا اشد ضروری ہے۔ یہ مندرجہ بالا بیماریوں کا تریاق ہے۔ قیمت دو درس کی شیشی ۱/ رعایتی ۸/ علاوہ محصول وغیرہ۔ نظام جان اینڈ سنز

قبض کشا گولیاں

قبض تمام بیماریوں کی ماں ہے۔ کبھی کبھار کی قبض بھی ناک میں دم کر دیتی ہے اور دائمی قبض سے تو اللہ تعالیٰ محفوظ دامن میں رکھے۔ آمین۔ دائمی قبض سے بواسیر ہو جاتی ہے۔ حافظہ کمزور نسیان غالب۔ ضعف بصر۔ دھند۔ گرے۔ آشوب چشم ہوتا ہے۔ دل دھڑکتا ہے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہیں۔ کام کو جی نہیں چاہتا۔ ہاضمہ بگڑ جاتا ہے معدہ جگر۔ تلی کمزور ہو جاتے ہیں۔ اور کئی قسم کی بیماریاں آن موجود ہوتی ہیں۔ ہماری تیار کردہ قبض کشا گولیاں مذکورہ بالا بیماریوں کے لئے اکسیر سے بڑھ کر ثابت ہو چکی ہیں۔ ان کے استعمال سے متلی یا گھبراہٹ قے وغیرہ نہیں ہوتی۔ رات کو کھا کر سو جائیں۔ صبح کو ایک اجابت کھل کر آتی۔ اور طبیعت صاف ہو جاتی ہے ان کا استعمال صحت کا بیمہ ہے قیمت یکصد گولی ۱ رعایتی عمر المشتہر: نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

مقوی دانت منجن

اگر آپ کے دانت کمزور ہیں۔ مسوڑوں سے خون یا پیپ آتی ہے۔ منہ سے بدبو آتی ہے دانت ہلتے ہیں۔ گوشت خورہ یا پائیوریا کی بیماری ہے۔ دانت میلے ہیں۔ جن کی وجہ سے معدہ خراب ہے۔ ہاضمہ بگڑ گیا ہے۔ دانتوں میں کیڑا لگ گیا ہے۔ ان امراض کے لئے ہمارا تیار کردہ مقوی دانت منجن استعمال کرنے سے بفضل خدا تمام شکایت دور ہو جاتی ہے۔ اور دانت مضبوط ہو کر موتی کی طرح چمکتے ہیں۔ قیمت دو درس شیشی ۱۲ رعایتی ۸/ المشتہر: نظام جان اینڈ سنز

تریاق گردہ

درد گردہ ایسی موذی بلا ہے کہ الامان۔ جس کو ہوتا ہے وہی اس کی تکلیف کو جانتا ہے۔ اس کا دورہ جب شروع ہوتا ہے۔ اس وقت انسان اپنی زندگی کا خاتمہ سمجھتا ہے۔ اس کے لئے ہمارا تیار کردہ تریاق گردہ و مثانہ بے حد اکسیر ثابت ہو چکا ہے۔ اس کی پہلی خوراک سے آرام شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے استعمال سے بفضل خدا پتھری یا کنکری خواہ گردہ میں ہو۔ خواہ مثانہ میں خواہ جگر میں سب کو باریک پیس کر بذریعہ پیشاب خارج کرتا ہے۔ جب وہ کنکر گھر کر باریک ہو جاتا ہے اور اپنی جگہ اکھڑ جاتا ہے۔ تو بذریعہ پیشاب خارج ہوتا ہوا بیمار کو آگاہ کر جاتا ہے اس کے بعد بیمار کو درد کی شکایت نہیں ہوتی قیمت ایک اونس عہ رعایتی عہ المشتہر: نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

حب مفید النساء

یہ گولیاں عورتوں کی مشکل کشا ہیں۔ ان کے استعمال سے ایام ماہواری کی بے قاعدگی کم آنا زیادہ آنا۔ نلوں کا درد۔ کمر کا درد۔ متلی۔ قے۔ چہرہ کی بے رونقی۔ چہرہ کی چھائیاں۔ ہاتھ پاؤں کی جلن۔ اولاد کا نہ ہونا وغیرہ سب امراض دور ہو جاتے ہیں۔ اور بفضل خدا اولاد کا منہ دیکھنا نصیب ہوتا ہے۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک عہ رعایتی ۸/۔

المشتہر: نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

Digitized by Khilafat Library

دعائے مستجاب

اس نام سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اردو۔ فارسی اور عربی دعائیہ اشعار کا مجموعہ مرتبہ حضرت مولانا عبدالماجد صاحب بھاگلپوری نہایت قیمتی اور مفید چیز ہے۔ ابوالفضل محمود صاحب قادیان سے ایک آنہ فی کاپی کے حساب مل سکتا ہے۔ احباب متعدد کاپیاں منگا کر خود بھی فائدہ اٹھائیں۔ اور یہ اشعار بچوں کو یاد کرائیں۔

پنجاب اورینٹل کالج بکس

یعنے

امتحان منشی تا منشی فاضل اور ادیب تا ادیب فاضل کی

تمام نئی اور پرانی کتابیں

ہم سے بارعایت ملتی ہیں۔ اور عموماً بہت سی نئی کتابیں ہی پرانی کتابوں کی قیمت (½) پر مل جاتی ہیں *

منیجر دی سٹوڈنٹس اون بک ڈپو۔ موہن لال روڈ لاہور

ضروری اطلاع

ہم ہر قسم کا چمڑا ولایتی و دیسی کروم لیدر وغیرہ اعلیٰ قسم کا اور ہر قسم کا شو میٹریل نہایت ارزاں نرخ پر فروخت کرتے ہیں۔ بوٹ میکرز۔ اور ضرورت مند اصحاب کے لئے نادر موقع ہے نیز ہم ہر قسم کے بوٹ شوز۔ لیڈی شوز۔ سلیپر وغیرہ بہت عمدہ و مضبوط نہایت کم قیمت پر سپلائی کرتے ہیں۔ آزمائش شرط ہے۔ آرڈر کے ہمراہ پاؤں کا ناپ ضرور آنا چاہیئے۔

شیخ محمد یوسف سوداگر چرم متصل مسجد احمدیہ لاہور

ایک روپیہ میں ایک ہزار اشتہار چھپوائیں

کل خرچ معہ قیمت کاغذ

سائز	ایک ہزار	دو ہزار	چار ہزار
½۱۲ × ½۵	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۹ × ½۵	۲—۰	۳—۸	۵—۰
۱۱ × ۹	۳—۸	۵—۰	۸—۰

ہر قسم کے نمونے اور ہر نرخ بالکل مفت

کمرشل سنڈیکیٹ نمبر ۱۶ اندرون لوہاری دروازہ لاہور

سپورٹس کی قابل اعتماد فرم

فی زمانہ سپورٹس کی فرمیں بدنام ہیں۔ لیکن افسوس کہ احمدی فرمیں بھی ایک ہی لاٹھی سے ہانکی جا رہی ہیں ہم اپنے احمدی احباب کو خوشخبری دیتے ہیں کہ ہماری فرم دیرینہ ہے اور ہم خود سامان طیار کرتے ہیں۔ بوجہ ہماری حسن کارکردگی ہماری فرم اپنا نام پیدا کر رہی ہے۔ ہمارا مال بارعایت اور عمدہ ہے اور معاملہ اپنے گاہکوں سے خوشکن ہے۔ اس امر کی تصدیق میں مختلف سکولوں کے ہیڈ ماسٹروں اور طلباء کے متعدد سرٹیفکیٹس موجود ہیں۔ ہر ایک قسم کا مال متعلقہ سپورٹس مثلاً ہاکی سٹک کرکٹ بیٹ فٹ بال۔ والی بال وغیرہ نہایت اعلیٰ اور بارعایت ادر یا ہیڈ ارہم سے طلب فرما کر ایک دفعہ تجربہ کریں۔ کارڈ آنے پر لسٹ بھیج دی جائے گی۔

پبلک پریکٹیکل سپورٹس ورکس

سیالکوٹ شہر

ایک سوال

کوئی نو دو ید بھوشن و پنڈت ٹھاکر دت شرما وید کی تیار کردہ امرت دھارا کا اشتہار پڑھ کر لوگ پوچھتے ہیں کہ کس طرح ایک ہی دوائی اتنی مختلف امراض کا علاج ہو سکتی ہے کھانے و لگانے دونو کام آتی ہے اور فائدہ بھی اس قدر جلدی کرتی ہے۔ مہینوں کی امراض دنوں میں اور دنوں کی امراض گھنٹوں میں اور گھنٹوں کی منٹوں میں دور ہوتی ہیں اسکا مختصر

جواب

یہ ہے کہ ہر مرض در اصل مواد فاسد سے پیدا ہوتی ہے اور مختلف جائے وقوع کے باعث مختلف نام ہیں۔ امرت دھارا مرض کی دشمن ہے اور جہاں سبب ہو وہاں جا پہنچتی ہے۔ اور اسکی جڑھ کو دور کرتی ہے وید ک میں ایسی دوائی کو لوگ واہی کہتے ہیں۔ ہمارے اس دعوے کے ثبوت میں ۴۰ ہزار بے مانگی سندات موجود ہیں۔ مفصل حالات کیواسطے رسالہ "امرت" مفت منگوا کر پڑھیے۔ اور بہترین ثبوت یہ ہے کہ آپ ایک بار آزما کر ہزاروں مداح خوانوں میں شامل ہوں۔ قیمت فی نصف شیشی ... عہ شیشی ... عہ نمونہ صرف ... ۸ر

پتہ:۔ امرت دھارا لاہور

ویرس کرن گولیاں (رجسٹرڈ)

قدرتی طاقت و قوت مردی بخشنے والی اکسیر دوا

تمام مردانہ کمزوریوں کو ہٹا کر طاقت مردمی بھر پور کرنیوالی بے نظیر دوا ہے۔ بدن میں خون و جوہر مردمی کو کمال درجہ بڑھاتی ہیں۔ دل دماغ و جسم میں نئی طاقت بخشتی ہیں جریان۔ احتلام۔ سرعت و کم طاقتی کو ہٹا کر اصلی قوت مردانگی پیدا کرتی ہیں حتٰے کہ وہ لوگ بھی جو بے سمجھی کی غلط کاریوں سے اپنی طاقت مردی کو نہایت کمزور یا بالکل ضائع کر چکے ہوں ان گولیوں کے استعمال سے دوبارہ پوری قوت مردمی و لطف جوانی حاصل کر سکتے ہیں *

قیمت فی شیشی ایک سو گولیاں تین روپے } علاوہ محصولڈاک
نمونہ کی شیشی پچیس گولیاں ایک روپیہ }

راج وید مہتہ حکم چند رہال بازار امرتسر

حسن یوسف (رجسٹرڈ)

چہرہ اور جسم کے بدنما سیاہ داغوں کو دور کرنے گورے اور خوبصورت بنانیکی حیرت انگیز ایجاد

سوپ قیمت فی بکس ایک روپیہ آٹھ آنہ

ہیر آئل قیمت فی شیشی ایک روپیہ (۱)

کریم فی شیشی دو روپیہ (۲)

یہ پُراثر دوائی بیسویں صدی کی حیرت انگیز ایجاد ہے اس سے ہر سیاہ فام اور سانولا انسان چند دنوں میں یوسف ثانی بن جائیگا میرا پرزور دعویٰ ہے کہ میری دوائی حسن یوسف رجسٹرڈ سے سیرت نہیں بلکہ صورت بدل جائیگی آپ تجربہ کر کے دیکھ لیں

بال ہمیشہ کیلئے غیر ضروری مقاموں سے اڑ گئے!

لو آج پیش کش ہے یہ ایجاد کام کی احاجت نہ استرے کی ہے نہ منت حجام کی

یہ ایک قسم کا روغن ہے جو بغیر کسی قسم کی ذرہ بھر تکلیف کے نازک نازک جگہ سے بال ہمیشہ کیلئے اگنے بند کر دیتا ہے اور پھر تا زندگی دوبارہ بال اس جگہ نہیں اگتے اور جلد کو ملائم کرتا ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

ملنے کا پتہ ہیڈ آفس حسن یوسف رجسٹرڈ لاہور (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library

نارتھ ویسٹرن ریلوے

دسہرہ کی تعطیلات کے لئے رعائتیں

آئندہ دسہرہ تعطیلات کے لئے نارتھ ویسٹرن ریلوے پر ۱۲ اکتوبر سے ۲۴ اکتوبر ۱۹۳۶ء تک واپسی ٹکٹ جاری کئے جائیں گے جو ۲ نومبر ۱۹۳۶ء تک کار آمد ہونگے۔ اور مندرجہ ذیل شرح سے دستیاب ہوسکیں گے۔ بشرطیکہ سفر ایک سو میل سے زائد فاصلہ کے لئے ہو یا ایک سو ایک میل کا رعائتی کرایہ ادا کر دیا جائے:-

درجہ اول و دوم ۔۔۔ $1\frac{1}{3}$ کرایہ

درمیانہ و تیسرا درجہ ۔۔۔ $1\frac{1}{2}$ کرایہ

چیف کمرشل منیجر لاہور

Digitized by Khilafat Library

نارتھ ویسٹرن ریلوے

یکم اکتوبر ۱۹۳۶ء سے ۳ اپ اور ۴ ڈاؤن فرنٹیر میل کے ساتھ فرسٹ اور سیکنڈ کلاس برتھ اور پورے کمپارٹمنٹس دھلی اور پشاور کے مابین ہر اس مقام سے اور ہر اس مقام تک جہاں فرنٹیر میل ٹھہرتی ہے۔ کوپن سسٹم کے ماتحت ریزرو کرائے جاسکیں گے۔ اس سسٹم کے ماتحت ریزرو کرانے کے لئے مسافروں کو چاہیئے۔ کہ جس سٹیشن سے ان کا سفر شروع ہوتا ہے۔ اس کے سٹیشن ماسٹر سے درخواست کریں۔ کوپن جاری کرنے کے لئے موازی آٹھ آنہ فی برتھ یا فی سیٹ فیس لی جائے گی۔ اس سسٹم کی دیگر تفاصیل اس ریلوے ٹائم اینڈ فیر ٹیبل کے پیرا ۷ میں درج ہے۔ جو یکم اکتوبر ۱۹۳۶ء سے نافذ ہوگیا ہے:-

چیف اوپریٹنگ سپرنٹنڈنٹ لاہور

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ (ایڈیٹر غلام نبی)